ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
13
www.tanzeem.org
28 جمادی الثانی تا 5 رجب 1438ھ/ 28 مارچ تا 3 اپریل 2017ء

اس شمارے میں

سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

خلافت کی تنسیخ (2)

مطالعۂ کلام اقبال

سوشل میڈیا پر توہین رسالت کیوں اور کب تک؟

مانع علم و ہنر عمامہ نیست

رحم دلی: اعلیٰ اخلاقی صفت

دور حاضر میں معاشرے کی منصفانہ تشکیل

جب آسمانی دین مذہب بن کر رہ جائے

جب کسی آسمانی دین پر وہ وقت آتا ہے کہ اس سے ''شریعت'' اور ''دستور'' کا معنی نکال دیا جائے اور وہ محض ایک مذہب بن کر رہ جائے تو پھر اس دین کے علماء وفقہاء ''زندگی اور معاشرے کے قائد'' نہیں بلکہ مذہبی شخصیات بن کر رہ جاتے ہیں! یہاں پوپوں اور پادریوں کا رنگ آنے لگتا ہے۔ لوگوں کو ''راہ دکھانے'' کی بجائے پار لگانے کے دھندے چل نکلتے ہیں اور یہ خدا اور بندوں کے بیچ واسطہ بننے لگتے ہیں۔ یہ جہان ان کے ہاتھ سے نکلتا ہے...... تو یہ اگلے جہان کے مالک بن بیٹھتے ہیں! ان کے گرد ''تقدسات'' کا ایک ہالہ بُنتا چلا جاتا ہے۔ لوگوں کے دلوں پر ان کے پہنچے ہوئے ہونے کی دھاک بٹھائی جاتی ہے۔ اور تب...... روئے زمین پر بدترین قسم کا روحانی ''طغیان'' شروع ہو جاتا ہے۔

محمد قطبؒ

الھدیٰ (748)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

کافروں کی نیکیاں رائیگاں ہیں

سُورۃُ الکَھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 105

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ وَ لِقَآئِہٖ فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فَلَا نُقِیۡمُ لَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَزۡنًا ﴿۱۰۵﴾

آیت ۱۰۵ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ وَ لِقَآئِہٖ﴾ ’’یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیات اور اُس کی ملاقات کا‘‘

ایسے لوگ بے شک اقرار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کو اور قرآن کو مانتے ہیں‘ لیکن اگر حقیقتاً وہ آخرت کو بھلا کر دن رات دنیا سمیٹنے ہی میں مصروف ہیں تو اپنے عمل سے گویا وہ اللہ کی آیات اور آخرت میں اس سے ہونے والی ملاقات کا انکار کر رہے ہیں۔ اللہ کا فیصلہ تو یہ ہے: ﴿وَ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ لَہِیَ الۡحَیَوَانُ ۘ﴾ (العنکبوت:٦٤) ’’یقیناً آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے‘‘۔ لیکن طالبانِ دنیا کا عمل اللہ کی اس بات کی تصدیق کرنے کے بجائے اس کو جھٹلاتا ہے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی آیات کو اور اس کے سامنے روزِ محشر کی حاضری کو عملی طور پر جھٹلا دیا ہے۔

﴿فَحَبِطَتۡ اَعۡمَالُہُمۡ فَلَا نُقِیۡمُ لَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَزۡنًا ﴿۱۰۵﴾﴾ ’’تو برباد ہو گئے ان کے اعمال اور ہم قائم نہیں کریں گے ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن۔‘‘

قیامت کے دن ایسے لوگوں کے اعمال کا وزن نہیں کیا جائے گا۔ اگر انہوں نے اپنے دل کی تسلی اور ضمیر کی خوشی کے لیے بھلائی کے کچھ کام کیے بھی ہوں گے تو ایسی نیکیاں جو ایمان اور یقین سے خالی ہوں گی ان کی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ چنانچہ ان کی ایسی تمام نیکیاں ضائع کر دی جائیں گی اور میزان میں ان کا وزن کرنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔ اس بھیانک انجام کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ دنیا کی آرائش و زیبائش میں گم ہو کر انسان کو نہ اللہ کا خیال رہتا ہے اور نہ آخرت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ دنیا کی زیب و زینت کے حوالے سے یہ مضمون اس سورت میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: آیت ۷‘ ۲۷ اور ۴۶)

فرمان نبویؐ

ایمان کامل

عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ عَمۡرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((لَا یُؤۡمِنُ اَحَدُکُمۡ حَتّٰی یَکُوۡنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِّمَا جِئۡتُ بِہٖ)) (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ سرکار دو عالمﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک پورا مومن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز (دین و شریعت) کی تابع نہیں ہوتیں جس کو میں اللہ کی جانب سے لایا ہوں۔‘‘

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ایمان کامل اس آدمی کا ہوتا ہے جو دین و شریعت کی پوری طرح پیروی اور ان کی صداقت و حقانیت کا ایقان و اعتقاد پورے رسوخ کے ساتھ رکھتا ہو۔ نیز اس کی زندگی کے ہر پہلو میں خواہ اعتقادات و عبادات ہوں یا اعمال و عادات سب میں کمال رضا و رغبت اور بخوشی دین و شریعت کارفرما ہوں اور ظاہر ہے کہ روحانی پاکیزگی و لطافت اور عرفانی عروج کا یہ مرتبہ اس آدمی کو حاصل ہو سکتا ہے جس کا قلب و دماغ خواہشات نفسانی کی تمام گندگی سے پاک و صاف ہو کر نور الٰہی کی مقدس روشنی سے جگمگا اٹھے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
28 جمادی الثانی تا 5 رجب 1438ھ جلد 26
28 مارچ تا 3 اپریل 2017ء شمارہ 13
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک.......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

تحریک پاکستان کے دوران لگایا جانے والا نعرہ ’’پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ‘‘ قیامِ پاکستان کے بعد بھی کسی نہ کسی انداز میں گونجتا رہا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تاریخ میں اسلام کے نام پر بننے والی پہلی ریاست مدینہ کی ریاست تھی اور دوسری ریاست پاکستان ہے۔ آئندہ اگست میں پاکستان کے قیام کو شمسی لحاظ سے بھی ستر سال ہو جائیں گے۔ آج بھی ملک کی عظیم اکثریت اسلام اور پاکستان کے تعلق کو تسلیم کرتی ہے۔ عالمی سطح کے سروے بتاتے ہیں کہ پاکستان کے 80 فیصد سے زائد عوام اسلامی نظام کے حق میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی زعماء ایک وقت تک اسلام کو پاکستان میں حصول اقتدار کے لیے سیڑھی بناتے رہے۔ کسی بھی اسلامی ملک میں اسلام کا اتنا پُرجوش نعرہ اتنے تسلسل سے نہیں لگا ہوگا، جیسا اور جس قدر پاکستان میں لگا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی مبالغہ آرائی نہ ہوگی کہ دنیا بھر میں کسی بھی نظریاتی ملک نے اپنے نظریہ کو بطور نعرہ اتنا استعمال نہ کیا ہوگا جتنا پاکستان نے اسلام کے نعرہ کو استعمال کیا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا بھر میں اس دوران یعنی جنگ عظیم دوئم کے بعد سے سیکولرازم کا نعرہ بڑے زوردار انداز میں گونجا۔ امریکہ، یورپ اور نو آزاد بھارت نے اس کو ریاستی بیانیہ قرار دے دیا۔ سیکولر ملک ہونا قابل فخر اور نان سیکولر دقیانوسی سمجھا جانے لگا۔ ریاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں، کسی کا کچھ مذہب ہو اس حوالہ سے سب کو آزادی ہوگی لیکن ریاست کا کوئی مذہب نہیں ہوگا۔ ریاست کے لیے ہر مذہب کا پیروکار ایک جیسا شہری ہے۔ پھر یہ کہ اگر کسی موقعہ پر ریاستی قانون اور مذہبی شعائر میں تصادم کی کیفیت ہوگی تو شہری کو ہر صورت ریاستی قانون کی بالادستی کو تسلیم کرنا ہوگا۔ Law of the land پر مکمل عملدرآمد کرانا ریاستی مشینری کی ذمہ داری ہوگی۔

حیران کن حقیقت یہ ہے کہ جب ہم گزشتہ صدی کے وسط سے لے کر آج تک کی تاریخ کو کھنگالتے ہیں تو ہمیں صورت حال بالکل برعکس اور متضاد نظر آتی ہے۔ یعنی پاکستان جہاں ستر سال سے اسلام کے نعرے لگ رہے ہیں۔ لیکن چاہے جمہوری حکومت ہو یا فوجی عملی طور پر یہ ملک حقیقی اسلام کے قریب بھی نہ پھٹک سکا۔ جبکہ امریکہ، یورپ اور بھارت وغیرہ جہاں سیکولرازم کو ایمان کا حصہ بتایا جاتا ہے۔ وہ ظاہری طور پر اپنے مذہب سے دور دکھائی دیتے ہیں۔ لیکن غیر اعلانیہ طور پر اُن کے عملی اقدام میں مذہب پوری طرح کارفرما نظر آتا ہے۔ ہم دونوں اطراف کے تاریخی واقعات میں سے چند قارئین کے سامنے رکھتے ہیں۔ ہمیں پختہ یقین ہے کہ ہر غیر جانبدار سوچ کا حامل انسان ہمارے تجزیے کی توثیق کرے گا کہ ہر جگہ نعروں کے برعکس عمل ہوا۔ لیاقت علی خان پاکستان کے پہلے وزیر اعظم تھے وہ امریکہ کے دورہ پر تشریف لے گئے وہاں اُن کا زبردست استقبال ہوا۔ یہودیوں نے آفر کی کہ آپ ریاست اسرائیل کو تسلیم کر لیں ہم پاکستان میں دودھ اور شہد کی ندیاں بہادیں گے۔ وزیر اعظم لیاقت نے تاریخی جملہ کہا بلکہ تاریخی نعرہ مارا کاش اس پر رتی بھر عمل ہو جاتا۔ نعرہ تھا: "Gentlemen! our soles are not for sale"۔ 1949ء میں پاکستان سے ایک زبردست نعرہ بلند ہوا۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے قراردادِ مقاصد منظور کر لی۔ جسے پاکستان بھر کے تمام مسالک کے جید علماء کی حمایت حاصل تھی۔ معلوم ہوا اسلام کی منزل قریب آ گئی لیکن عملاً کیا ہوا، لیاقت علی خان شہید کر دیئے گئے۔

اور انگریز کی پروردہ بیوروکریسی ایوان اقتدار میں گھس گئی۔ 1956ء میں مملکتِ پاکستان آئین پوش ہوگئی۔ آئین کے خدوخال اسلام کو بنیاد بنا کر وضع کیے گئے تھے۔ توقع ہوئی کہ اس آئین کو اسلامی ریاست کی بنیاد بنایا جاسکتا ہے لیکن 1958ء میں خاکی وردی پوش نے اپنے سیاہ بوٹوں تلے اس آئین کو روند ڈالا۔ فوجی حکومت سے پہلے کسی سویلین حکمران نے اگرچہ اسلام کے حوالے سے عملی طور پر کوئی مثبت قدم نہیں اٹھایا تھا تو کوئی منفی کام بھی نہیں کیا گیا تھا لیکن فوجی صدر ایوب نے پہلا حملہ یوں کیا کہ پاکستان کے نام کے ساتھ اسلام کا نام حذف کرنے کا فیصلہ کیا یعنی پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بجائے عوامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔ وہ تو خدا بھلا کرے قدرت اللہ شہاب کا جو اُس وقت صدر کے پرنسپل سیکرٹری تھے وہ اس فیصلے کے خلاف ڈٹ گئے اور صدر ایوب کو باقاعدہ اعلان کرنے سے پہلے ہی اپنا یہ فیصلہ واپس لینا پڑ گیا۔ لیکن 1962ء میں اُنہوں نے پاکستان کی اسلامی بنیاد پر کاری ضرب لگائی اور ایسا فیملی لاز آرڈیننس نافذ کر دیا جو صریحاً خلافِ اسلام تھا۔ یہ خلاف شریعت فیملی لاز آج بھی ہم پر مسلط ہیں۔ اس دوران ہم نے اسلام کے حوالہ سے کافی ہنگامہ آرائی کی لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہم فیملی لاز کو ختم نہ کر سکے۔ ایوب خان کے بعد ذوالفقار علی بھٹو آئے سیکولر فیم بھٹو سوشلزم کا نعرہ لگا کر آئے لیکن انہوں نے بھی اسلام سے کچھ نہ کچھ تعلق قائم رکھنے کی ضرورت محسوس کی اور اپنے نعروں میں اسلام ہمارا مذہب ہے کا نعرہ شامل کر لیا۔

اسلام کے حوالہ سے نعروں کو عروج اُس وقت حاصل ہوا جب پاکستان قومی اتحاد نے نظام مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ لگایا جو حقیقت میں اینٹی بھٹو تحریک تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر اس تحریک کے نتیجہ میں ذوالفقار علی بھٹو کی رخصتی ہو جاتی ہے جس سے یہ ہوگا کہ پاکستان قومی اتحاد کی حکومت بنے گی جو پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل کر دے گی لیکن اگر کوئی اور حکمران بھی بنتا ہے تب بھی اسلامی نظام نافذ کیے بغیر چارہ نہیں ہوگا۔ ضیاء الحق آئے صحیح تر الفاظ میں لائے گئے اُن کے دور میں اسلام کا وہ شور وغوغہ ہوا جس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی تھی۔ لیکن وہ نماز، روزے سے آگے نہ بڑھ سکے، جس کی ادائیگی غیر منقسم ہندوستان میں بھی ہوتی رہی۔ پاکستان اسلامی ریاست نہ بن سکا، یہاں تک کہ غیر شرعی فیملی لاز بھی تبدیل نہ ہو سکے۔ حالانکہ عدالت عظمیٰ نے اُنہیں فرد واحد کی حیثیت میں بیک جنبش قلم آئین میں ترمیم کرنے کا اختیار بھی دیا تھا۔ بعد ازاں نواز شریف کی قیادت میں اسلامی جمہوری اتحاد (I.J.I) کی حکومت آئی، لیکن اسلام نہ آیا۔ 1997ء میں مذہبی پس منظر کے حامل میاں صاحب کو اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل ہوئی لیکن ملک عملاً اسلام سے دور ہوتا چلا گیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ مرحوم اسلامی جمہوری اتحاد کے سابق صدر جو مذہبی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں، پاکستان کو علی الاعلان لبرل ازم سے وابستہ کر رہے ہیں۔ ہم اور ہندو ایک ہیں کی نوید قوم کو سنا رہے ہیں۔ وہ قوم کو بتا رہے ہیں کہ پاکستان اس لیے نہیں بنا تھا کہ کسی ایک مذہب کو دوسرے مذاہب پر ترجیح یا غلبہ حاصل ہو۔ گویا اُنہوں نے اپنے تئیں اعلانیہ طور پر نظریۂ پاکستان کو دفن کر دیا ہے۔ ہم مذہب کے حوالہ سے ترقی معکوس کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ گویا ستر سال بعد ہم مذہب کا نعرہ لگانے سے بھی تائب ہو گئے ہیں۔

اب آیئے اُن کی طرف جو سیکولر ہونے کے دعویدار ہیں۔ جو کہتے ہیں ریاستی امور سے مذہب کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہوگا۔ ہم امریکہ، بھارت اور یورپی ممالک کے بارے میں عرض کرنے کی کوشش کریں گے کہ کس طرح اُنہوں نے مسلمان ممالک کو مذہب کو بنیاد بنا کر سیاسی، سفارتی اور خاص طور پر عسکری سطح پر ٹارگٹ کیا۔ پاکستان آغاز ہی میں امریکہ کا حلیف بن گیا تھا۔ لیکن ستر سال کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر موقع پر امریکہ نے پاکستان کو ڈسا۔ کشمیر پاکستان کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ جب بھی پاکستان کی کشمیر کے حوالہ سے پوزیشن بہتر ہوئی امریکہ نے دھوکہ دے کر پاکستان کا چانس گنوا دیا۔ 1965,1962,1948ء میں ایسے مواقع پیدا ہوئے لیکن پاکستانی حکمران امریکہ کی چالبازی میں آ گئے۔ سلامتی کونسل نے 1948ء میں کشمیریوں کو رائے دہی کا حق دیا تھا۔ آج تک اُس پر عمل نہیں ہو سکا۔ لیکن مشرقی تیمور جہاں اکثریتی آبادی عیسائی تھی لیکن ایک مسلمان ملک کا حصہ تھا، امریکہ نے سلامتی کونسل کو استعمال کر کے دنوں میں اُسے آزاد ملک بنا دیا۔

امریکہ نے افغانستان، عراق اور شام کو صرف اس لیے تباہ و برباد کر دیا کہ وہ اسلامی ممالک تھے۔ فرانس نے لیبیا کو روند ڈالا۔ ترکی نے یورپین یونین کا حصہ بننے کے لیے ہر مرحلہ عبور کیا تمام شرائط پوری کیں، لیکن وہ یورپین یونین کا ممبر صرف اس لیے نہ بن سکا چونکہ وہ ایک مسلمان ملک تھا۔ بھارت سیکولر اور غیر جانبدار ملک ہونے کا دعویدار ہے۔ لیکن بھارت نے مذہب کی بنیاد پر مسلمانوں پر جو ظلم وستم ڈھائے اس پر کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔ بھارت اپنی آزادی سے لے کر آج تک سیکولرازم اور ''ہندوستان سب کا ہے'' کا نعرہ لگا رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ستر سال میں بھارت ایک ہندوتوا میں تبدیل ہو چکا ہے۔ لیکن نعرہ مسلسل سیکولرازم کا لگایا جا رہا ہے۔ آئین میں بھی بھارت کو سیکولر ملک قرار دیا گیا ہے۔ امریکہ، یورپ اور بھارت سیکولرازم کے دعویدار ہوتے ہوئے مذہبی بنیادوں پر متشدد کارروائیاں کر رہے ہیں اور پاکستان مذہب کا نعرہ لگا کر کس طرح لبرل ازم اور سیکولرازم کی نذر ہو رہا ہے اُس کی سینکڑوں مثالوں میں سے چند ایک پیش کی ہیں۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایک وقت تھا جب پاکستان غیر مسلموں کی جنت تھا آج بھی عوام کا ذمہ دار طبقہ اقلیتوں کے تحفظ اور اُن کے حقوق کی ادائی کے شدت سے قائل ہیں اور پاکستان کے حکمران تو غیر قوتوں کی حمایت حاصل کرنے کی خاطر اکثریت کو نظر انداز کر کے بلکہ اُن سے زیادتی کر کے اقلیتوں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ البتہ بعض ناسمجھ جذباتی لوگ نائن الیون کے بعد جو دنیا بھر میں مسلمانوں پر مذہب کی بنیاد پر ظلم وستم ڈھائے گئے اور اُنہیں جگہ جگہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے، اس کی آڑ میں یہ لوگ کچھ عرصہ سے پاکستان میں اقلیتوں کو ٹارگٹ کر رہے ہیں جس کی ہر سطح پر شدید مخالفت ہوئی ہے یہ اگرچہ دنیا میں مسلمانوں کے خلاف تشدد کا ردعمل ہے لیکن تب بھی ہر صورت یہ قابل مذمت فعل ہے۔ مسلمانوں کو اللہ اور رسولؐ کی تعلیمات کو کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کرنا ہوگا اور اسلامی ریاست کو حکم ہے کہ وہ اقلیتوں کے جان ومال اور عزت کی بھی اُسی طرح حفاظت کرے جیسے مسلمان شہری کی کرتی ہے اس حکم کی مخالفت کوئی فرد کرے یا گروہ قابل مذمت اور قابل گرفت ہے۔ آخر میں ہم حکومت پاکستان اور مسلمانانِ پاکستان سے درخواست کریں گے کہ غور فرمائیں! خالی خولی نعرہ بازی نے ہمیں کہاں پہنچا دیا ہے نعرے لگایئے یا نہ لگایئے لیکن انفرادی، اجتماعی اور ریاستی سطح پر اسلام کے دامن سے چمٹ جائیں اور غیروں کی عیاری کو سمجھنے کی کوشش کریں کیسے اُنہوں نے جھوٹے نعرے لگا کر مسلمانوں کو مذہب سے دور کرنے کی کوشش کی اور خود کس طرح مذہب کی بنیاد پر دنیا بھر میں عملی کارروائیاں کیں۔

ع سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

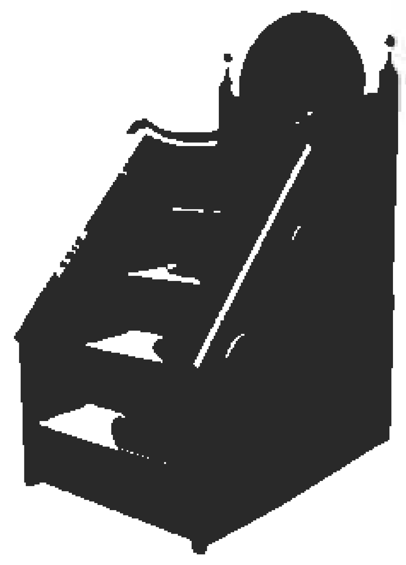

خلافت کی تنسیخ (قسط:2)

3 مارچ کی مناسبت سے خصوصی مطالعہ

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید (حفظہ اللہ) کے 17 مارچ 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراہیم

محترم قارئین! 3 مارچ خلافت کا یوم تنسیخ ہے۔ اسی مناسبت سے خلافت کے موضوع پر کچھ مطالعہ ہم نے قبل ازیں کیا تھا۔ آج ان شاء اللہ اسی موضوع پر مزید مطالعہ کریں گے۔ خلافت کا اصل مفہوم کیا ہے؟ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس کی کتنی ضرورت اور اہمیت ہے اور موجودہ دور میں خلافت کے دعویداروں کی اصل حقیقت کیا ہے؟ یہ سب ہم جاننے کی کوشش کریں گے لیکن ساتھ اس اہم پہلو کا بھی جائزہ لیں گے کہ آج لفظِ خلافت کو اتنا خوفناک اور دہشت ناک بنا کر کیوں پیش کیا جارہا ہے؟ بالفاظ دیگر خلافت کے نام سے لوگوں کو کیوں ڈرایا جارہا ہے؟

ہم مطالعہ کر چکے ہیں کہ خلیفہ خلف سے ہے جس کے معنی ہیں پیچھے آنے والا یا بعد میں آنے والا۔

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ﴾ (البقرہ:30) ”اور یاد کرو جب کہ کہا تھا تمہارے ربّ نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ۔“

حضرت انسان کی پیدائش سے قبل زمین کا چارج جنات کے ہاتھ میں تھا لیکن حضرت آدمؑ کی پیدائش کے بعد اللہ نے زمین کا چارج جنات سے لے کر حضرت آدمؑ کے حوالے کر دیا اور اعلان کیا کہ آج کے بعد زمین پر میں اپنا خلیفہ انسان کو بنا رہا ہوں۔ اس لحاظ سے خلیفہ کا ایک مفہوم ہوا بعد میں آنے والا اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسان زمین پر اللہ کا نمائندہ ہے۔

چنانچہ خلافت کی اصطلاح میں انسان زمین پر خود حاکم یا مختار کل نہیں ہے، بلکہ اصل اور حقیقی حاکم اور مختار کل یعنی خالق کائنات کا نمائندہ ہے۔ اللہ نے انسان کو زمین پر رہنے کے لیے تمام ہدایات دے دی ہیں اور ایک مکمل نظام اس زمین پر قائم کرنے کے لیے دیا ہے۔ اب یہ انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ بحیثیت خلیفہ یعنی اللہ کے نمائندہ یا نائب کے زمین پر اللہ کا دیا ہوا نظام قائم کرے۔ یہی دنیا میں اس کا اصل امتحان ہے کہ وہ بحیثیت خلیفہ یعنی اللہ کے نائب کے زمین پر رہتے ہوئے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں دین کو قائم کرتا ہے یا پھر اللہ سے سرکشی اور بغاوت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے، اللہ کے دین کو رد کرتے ہوئے خدا کی دھرتی پر خود مختار حاکم بن جاتا ہے اور اپنا من پسند اور اپنی مرضی کا نظام نافذ کرتا ہے؟

چنانچہ انسان کی فلاح اور حقیقی کامیابی کا راز تو اسی میں ہے کہ وہ دھرتی پر رب کا دیا ہوا نظام نافذ کرے۔ کیونکہ وہ رب پوری کائنات کا خالق و مالک ہے اور ارض و سماء کا اصل حاکم ہے لہٰذا قانون بنانے کا اصل اختیار بھی اسی کے پاس ہے اور اسی کا بنایا ہوا نظام ہی حقیقت میں عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرسکتا ہے، انسان کی نفسیات سے ہم آہنگ اور ہر لحاظ سے متوازن بھی ہوسکتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی انسان قانون بنائے تو وہ کسی نہ کسی معاملے میں ڈنڈی ضرور مارے گا۔ مثلاً قانون بنانے والا اگر سرمایہ دار طبقہ ہے تو وہ اپنے مفادات کے تحفظ کو ہی ترجیح دے گا اور کوشش کرے گا کہ ایسا قانون بنایا جائے جس کے تحت زیادہ سے زیادہ سرمایہ عام آدمی کے جیب سے نکل کر سرمایہ دار کے پاس آجائے۔ اسی طرح اگر مرد قانون بنائے گا تو عورتوں کے حقوق کا پورا خیال نہیں رکھ پائے گا۔ عورت اگر نظام بنائے گی تو وہ مردوں کو پورا انصاف نہیں دے سکے گی۔

چنانچہ واحد ہستی وہ رب ہے جو تمام انسانوں کے لیے ایک متوازن اور عدل و انصاف پر مبنی نظام بنا سکتا ہے۔ اس نے یہ نظام حضرت انسان کو دے کر زمین پر اپنا نائب یعنی خلیفہ بنایا۔ یہ ایسا نظام ہے جس میں کوئی کسی پر ظلم نہیں کرسکتا اور نہ کسی کا حق مارے جانے کا کوئی احتمال ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا آفیشل خطاب کیا تھا اس کے الفاظ یہ تھے: ”تم میں سے ہر کمزور میرے نزدیک قوی ہے جب تک کہ میں اس کو اس کا حق نہ دلا دوں اور تم میں سے ہر قوی میرے نزدیک کمزور ہے جب تک میں اس سے حق لے نہ لوں“۔

یعنی خلافت نام ہے اللہ کے دیے ہوئے عدل و انصاف پر مبنی نظام کو قائم کرنے کا اور یہی اسلام کا اصل ماٹو ہے۔ اسی کے نتیجے میں پھر یہ دنیا جنت بنتی ہے، انسانوں کو حقوق ملتے ہیں، عدل و انصاف یقینی بنتا ہے اور ہر انسان کو وہ ماحول میسر آتا ہے جس میں دنیا کے اس امتحان میں کامیابی کے تمام مواقع اور سہولیات موجود ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ جب اللہ کا دین قائم ہوگا تو وہ منکرات کا سدباب کرے گا، ہر برائی کو اس کی جڑ سے اکھیڑنے کی کوشش ہوگی اور اس کے بدلے میں نیکی اور خیر کے در کھلیں گے اور ہر انسان کو دین پر عمل پیرا ہونے میں آسانی ہوگی۔ عمارتِ خلافت کی سب سے اوپر والی منزل سیاست ہے۔ خلافت کے سیاسی نظام میں سیاست کا اہل وہ شخص ہوتا ہے جو سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار، دیانت دار، صاحب علم، نیک سیرت اور نیک کردار والا ہو۔ یہ نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا اور بیٹے کے بعد اس کا بیٹا۔ بلکہ یہ اہلیت صرف سیرت، تقویٰ اور کردار کی بنیاد پر ہوگی۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ بنے، ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور پھر حضرت علیؓ۔ اس بنیاد پر خلیفہ جتنا متقی اور پرہیزگار ہوگا اتنا ہی وہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا اور مخلوق خدا کے بارے میں اللہ کو حساب دینے کے معاملے میں خوف کھانے والا ہوگا۔ اسی

خوف کی بدولت حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو عمرؓ سے پوچھ ہوگی۔

لہٰذا جس نظام میں حکمرانوں کو جوابدہی کا اتنا خوف اور اتنی فکر ہو تو کیا اس معاشرے میں کرپشن، بددیانتی، لوٹ مار، ظلم و زیادتی کا کوئی تصور کر سکتا ہے؟ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ دورِ خلافت راشدہ میں عام انسان کو اتنے حقوق حاصل تھے اور وہ اتنا خوشحال تھا کہ کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا اور امن و امان کا یہ عالم تھا کہ اکیلی عورت کئی کئی میل سفر کر کے ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچتی تھی اور اُسے کسی کے شر کا اندیشہ نہ ہوتا تھا۔ اسی عدل و انصاف، حقوق کی فراوانی، مساوات اور اخوت جیسے سنہری اُصولوں کو دیکھتے ہوئے ایک دنیا اسلام میں داخل ہوگئی۔ خلافت راشدہ کے دور میں گھر گھر تبلیغ نہ تو ممکن تھی، نہ ہی صحابہ کرامؓ کے پاس اس کی فرصت تھی اور نہ کسی کو بھی جبراً اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا لیکن اس کے باوجود ایک عالم اسلام میں داخل ہوگیا تو اس کی بنیادی وجہ نظامِ خلافت کی برکات تھیں۔

خلافت راشدہ کے بعد 41ھ میں بنواُمیہ کا دورِ خلافت شروع ہوا اور 133ھ تک رہا یعنی 92 برس۔ لیکن اس کے اندر ایک درجہ تنزل آ گیا تھا یعنی ملوکیت کا ایک عنصر شامل ہوگیا تھا کہ خلیفہ کا تقرر اہلیت کی بجائے خلیفہ کی مرضی سے ہونے لگا۔ لیکن یہ تنزل صرف اوپر کی سطح پر تھا باقی نیچے کا سارا نظام وہی تھا جو خلافت راشدہ کے دور میں تھا۔ چنانچہ خلافت راشدہ کے بعد یہ اُمت مسلمہ کا بہترین دور تھا۔ اس میں اسلام مزید پھیلا اور اسلامی نظام بھی نچلی سطح پر قائم رہا اور اس کی برکات بھی موجود رہیں۔ اس کے بعد بنوعباس کا دورِ خلافت آیا اور اسی دور میں بنواُمیہ کی ایک شاخ نے سپین میں خلافت قائم کی لیکن جیسا کہ شاعر نے کہا

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر!

جب ہر طرح کی خوشحالی ہو تو رب کی یاد اور ایمانی جذبات میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ خلافت عباسیہ میں ایک طرف بڑے بڑے محلات تعمیر ہو رہے تھے، طاؤس و رباب کا دور آ رہا تھا، لونڈیوں، غلاموں کی بھرمار تھی اور اوپر کی سطح پر عیاشیاں ہو رہی تھیں اور دوسری طرف نیچے کی سطح پر ایمانی جذبات بھی کم ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ خلافت عباسیہ اپنے منطقی انجام کو پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کا ظہور ہوا

ہے عیاں فتنۂ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

یعنی ہلاکو خان اور چنگیز خان کا حملہ ہوا لیکن ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ تاتاریوں نے مسلمانوں کو مغلوب کیا لیکن اسلام نے تاتاریوں کو فتح کر لیا۔ وہ خود مسلمان ہو گئے۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد عثمانی سلطنت کا دور آیا جس میں خلافت کا ادارہ نہیں تھا البتہ بعد (923ھ) میں دوبارہ خلافت قائم ہوئی جسے خلافت عثمانیہ کہا جاتا ہے۔ اس دور میں دوبارہ پوری امت خلافت کے اندر آ گئی لیکن آہستہ آہستہ زوال آتے آتے بالآخر 1342ھ یعنی 3 مارچ 1924ء کو خلافت کا یہ عظیم ادارہ ایک گہری سازش کے تحت ختم کر دیا گیا۔ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اتاترک جو اس وقت مسلمانوں کا سب سے بڑا راہنما تھا اسی نے خلافت کو ختم کرنے کا اعلان کیا۔ جس پر اقبال نے کہا تھا

چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

نظامِ خلافت کے ذریعے اللہ نے مسلمانوں کو زمین پر غلبہ عطا کیا تھا اور یہی وہ منصب تھا کہ جس کی بدولت انہیں برتری حاصل تھی۔

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ﴾ (آل عمران:110) ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے' تم حکم کرتے ہو نیکی کا' اور تم روکتے ہو بدی سے' اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔''

یعنی صرف حکومت کرنا نہیں بلکہ اللہ کی دھرتی پر اللہ کا دین قائم کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری تھی۔ اسی منصب کی بدولت تقریباً سات صدیوں تک مسلمان سپریم پاور آن ارتھ رہے۔ آج سائنس جہاں پہنچی ہوئی ہے اس کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی تھی۔ ٹیکنالوجی کے اعتبار سے، علوم کے اعتبار سے، یعنی ہر اعتبار سے ترقی مسلمانوں کی تھی۔ یورپ ہی میں ایک کتاب One thousand One شائع ہوئی ہے اور اس میں باقاعدہ اعتراف کیا گیا

پریس ریلیز 24 مارچ 2017ء

ہم اسلام کا نعرہ لگا کر سیکولرازم کی طرف بڑھ رہے ہیں اور بھارت سیکولرازم کا نعرہ لگا کر اپنے مذہب کی طرف بڑھ رہا ہے

ابھی بھی وقت ہے کہ ہم صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں، خود پر بھی اسلام نافذ کریں اور ریاست کو بھی حقیقی مسلمان بنائیں

حافظ عاکف سعید

ہم اسلام کا نعرہ لگا کر سیکولرازم کی طرف بڑھ رہے ہیں اور بھارت سیکولرازم کا نعرہ لگا کر اپنے مذہب کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ حال ہی میں بھارت کے سب سے بڑے صوبہ اتر پردیش میں انتخابات میں نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ بھارت خالصتاً ایک ہندو ریاست بننے جا رہا ہے۔ اس صوبہ کی کل آبادی 14 کروڑ ہے جس میں 60 فیصد ہندو، 20 فیصد دلت اور 20 فیصد مسلمان ہیں۔ اس صوبہ میں بی جے پی کو زبردست کامیابی ملی ہے اور اُس نے دو تہائی سے زیادہ نشستیں جیت لی ہیں جبکہ مسلمان ایک سیٹ بھی نہیں جیت سکے۔ یوگی ادیتیا ناتھ جو انتہا پسند ہندو ہے اور عسکری تنظیم کا بانی ہے اُسے وزیراعلیٰ منتخب کیا گیا ہے۔ یہ تنظیم مسلمانوں کی بدترین دشمن ہے اور اُس کا نعرہ ہے مسلمان کے دو استھان پاکستان یا قبرستان۔ اُنہوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ پاکستان کے وزیراعظم نواز شریف کہتے ہیں کہ ہم اور ہندو ایک قوم ہیں جبکہ قرآن کا واضح پیغام ہے کہ انسانوں میں کچھ مومن ہیں اور کچھ کافر ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ آج پاکستان اِس حالت کو صرف اِس وجہ سے پہنچا ہے کہ ہم نے اللہ اور رسولؐ سے غداری کی ہے۔ ابھی بھی وقت ہے ہم صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔ خود پر بھی اسلام نافذ کریں اور ریاست کو بھی حقیقی مسلمان بنائیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

ہے کہ ایک ہزار ایک ایجادات مسلمانوں کی تھیں، یورپ نے انہیں کو آگے بڑھایا ہے تو یہاں تک پہنچے ہیں۔ یعنی ترقی کی ساری بنیادیں مسلمانوں نے فراہم کی تھیں لیکن اللہ کی سنت ہے کہ اگر دین سے بے وفائی اور غداری کرو گے تو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں بھی سزا دے گا۔ چنانچہ یہ پہلے ہی بتا دیا گیا تھا کہ: ﴿وَاِنۡ تَتَوَلَّوۡا یَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَیۡرَکُمۡ ۙ ثُمَّ لَا یَکُوۡنُوۡۤا اَمۡثَالَکُمۡ ﴿۳۸﴾﴾ (محمد) ''اور اگر تم پیٹھ پھیر لو گے تو وہ تمہیں ہٹا کر کسی اور قوم کو لے آئے گا، پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔''

جب مسلمانوں نے اپنے منصب سے روگردانی اختیار کرتے ہوئے محض حصولِ اقتدار کو اپنا مقصد بنا لیا تو اللہ نے ان سے ان کا منصب چھین لیا اور دشمنوں نے جب یہ دیکھا کہ یہ کمزور پڑ رہے ہیں تو پھر خلافت کے ادارے کو ختم کرنے کی سازش کی گئی۔ ''استنبول سے رباط تک'' ایک کتاب ہے جس میں پوری ہسٹری موجود ہے کہ خلافت کو ختم کرنے کے لیے کس طرح سازشوں کا جال بچھایا گیا اور کس طرح ترکوں اور عربوں کو لڑایا گیا۔ اس پوری سازش کے سرغنہ یہودی تھے اور وہ اس کے بعد آج تک پوری طرح الرٹ ہیں کہ مسلمان دوبارہ خلافت کے لیے نہ اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس کا اندازہ شیخ الہند مولانا محمود حسن کے ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جب وہ تحریک ریشمی رومال جو آزادی کی تحریک تھی کے الزام میں مالٹا میں اسیر تھے۔ اس وقت خلافت کا ادارہ قائم تھا لیکن اس کو ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی تھیں۔ تو شیخ الہند نے انگریز جیلر (نگران) سے پوچھا کہ بھئی ہماری خلافت کی تو اس وقت کوئی حیثیت نہیں ہے تم لوگ کیوں اس کے درپے ہو رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: حضرت آپ اتنے بھولے نہ بنیے، ہمیں خوب پتا ہے کہ اگر خلافت کا ادارہ قائم رہا تو جب کبھی بھی خلیفہ کی طرف سے جہاد کی کال آئے گی تو پورا عالم اسلام اٹھ کھڑا ہو گا جو کہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔

اسی طرح جب انہوں نے دیکھا کہ افغانستان میں خلافت کی بنیاد رکھ دی گئی ہے جس کا مزید پھیلنے کا امکان ہے تو انہوں نے نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر وہ ماحول پیدا کر دیا کہ پوری دنیا اس بات کی قائل ہو گئی کہ مسلمان اسی قابل ہیں کہ ان کو کیڑے مکوڑوں کی طرح مار دیا جائے۔ اس وقت کے امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے کہا تھا کہ القاعدہ کے لوگ فار ایسٹ سے لے کر موریطانیہ تک خلافت کا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ یہی وہ اصل الزام تھا جس کی بنیاد پر نائن الیون کے بعد مسلمان ممالک پر حملے شروع کر دیئے۔ افغانستان میں طالبان کی انتہائی کمزور سی حکومت تھی جس کے پاس نہ وسائل تھے، نہ ہتھیار اور نہ ہی فوجی طاقت۔ مگر پوری دنیا کی افواج کو امریکہ اکٹھا کر کے وہاں لے آیا۔ اس لیے کہ ان کی لمبی پلاننگ ہے۔ انہیں پتا ہے اور انہوں نے احادیث کا بھی مطالعہ کر رکھا ہے کہ خلافت کا دور ایک مرتبہ پھر آئے گا اور وہ خلافت عین خلافت راشدہ کے منہج پر ہو گی جو بالآخر پوری دنیا پر قائم ہو گی، یعنی پورے گلوب پر ایک ہی ورلڈ آرڈر ہو گا اور وہ اللہ کا ہو گا۔ باقی سب نیچے لگ کر رہیں گے۔ جبکہ امریکہ پیشگی اعلان کر چکا ہے کہ نہیں ورلڈ آرڈر صرف ہمارا چلے گا۔ اللہ کو بھول جاؤ۔ اس زمین پر ہمارا اختیار ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کا مطلب کیا ہے؟ یعنی کسی مذہب کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ پوری دنیا میں جو ہم چاہیں گے وہ نظام قائم ہو گا اور وہ جو چاہ رہے ہیں وہ نظام کیا ہے؟ وہ قرآن نے ہمیں پہلے سے بتا دیا ہے کہ وہ شیطان کی پیروی کر رہے ہیں، وہ شیطانی نظام چاہتے ہیں اور اس شیطنت کے مظاہر آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ اس وقت دنیا میں جو برائیوں کا طوفان اُمڈ آیا ہے کیا آج سے 50 سال پہلے والا انسان سوچ سکتا تھا کہ یہ کچھ ہو گا؟ کیا نظر نہیں آ رہا اس وقت؟ ساری دنیا میں ابلیس ننگا ناچ رہا ہے اور سب اس کے آگے سجدہ ریز ہیں۔ کہنے کو تو یہ دنیا کی ترقی کا دور ہے، تمدن میں، ٹیکنالوجی میں ہم کہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ بڑی بڑی ریاستیں ہیں لیکن انسانیت کے اعتبار سے سب سے بھیانک اور مکروہ دور یہ ہے۔ نہ عدل ہے اور نہ انصاف ہے اور شیطنت ہر جگہ ننگا ناچ رہی ہے۔

آج ہمارے وزیر اعظم صاحب بھی جو بیانات دیتے ہیں اس کے اندر بھی اسی خواہش کی جھلک نظر آتی ہے کہ لبرل ازم کو فروغ دیا جائے اور یہ کہ ہم اور ہندو ایک ہی ہیں۔ سبحان اللہ! قرآن کہتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ﴾ (التغابن:2) ''وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مؤمن۔''

قرآن بتا رہا ہے کہ ہم بالکل الگ الگ ہیں اور یہاں فرمایا جا رہا ہے ہم ایک ہیں۔ یعنی دو قومی نظریہ کی بھی نفی کر دی جو قائد اعظم کہتے رہے کہ ہم ایک نہیں ہیں، ہم ہر اعتبار سے مختلف ہیں، ہماری سوچ، ہمارا عقیدہ، ہمارا کلچر، یہاں تک کہ ایک جگہ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہمارے پانی بھی الگ ہیں۔ آج کا پاکستانی شاید یہ نہ سمجھ سکے لیکن بزرگوں سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ بتاتے تھے کہ تقسیم ہند سے قبل اسٹیشن پر ''ہندو پانی'' اور ''مسلم پانی'' کے نام سے دو الگ الگ پانی کے مٹکے رکھے ہوتے تھے اور دونوں کا فاصلہ اتنا تھا کہ ایک ایک کونے میں اور دوسرا دوسرے کونے میں تھا تا کہ ہندو اور مسلم قریب نہ آنے پائیں۔ لیکن وزیر اعظم فرماتے ہیں کہ ہم ایک ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ ورلڈ آرڈر ہے کہ مذہب کا ریاست سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے اور اس ورلڈ آرڈر کو پوری دنیا میں نافذ کرنے کے لیے یہود پوری پلاننگ کر رہے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ آئندہ کیا ہونا ہے، تورات میں پیشن گوئیاں ہیں، احادیث بتاتی ہیں اور اب تک کے معاملات تو اسی کے مطابق چل رہے ہیں۔ لیکن پلاننگ ان کی ہوتی ہے۔ اسی پلاننگ کے تحت انہوں نے افغانستان پر حملہ کیا۔ اس کے بعد یہودیوں کو سب سے زیادہ خطرہ عراق سے تھا جو عرب ورلڈ کی ایک مضبوط فوجی قوت تھی۔ اس پر بھی حملہ کرنے کے لیے نائن الیون کی طرح کا ہی جھوٹ گھڑا گیا کہ عراق میں کیمیائی ہتھیار ہیں۔ لیکن جب عراق کو بھی کچل دیا گیا اور لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر دیا تو پھر خود ہی اعتراف بھی کر لیا کہ وہاں کوئی کیمیائی ہتھیار نہیں ملے اور اس وقت عراق کی جنگ میں جو امریکی کمانڈر تھا، اس نے بعد میں خود کہا کہ ہم نے یہ جنگ اسرائیل کے تحفظ کے لیے لڑی ہے۔ چنانچہ اسلام کو کچلنے کے لیے یہ ساری پلاننگ ہے اور اس کے پیچھے یہودی ہیں۔ انہوں نے اپنا تھرڈ ٹیمپل بنانا ہے۔ اس کے لیے مسجد اقصیٰ کو گرانے کی پہلے بھی کوششیں ہوتی رہی ہیں اور اب وہ اتنے مضبوط ہو چکے ہیں کہ اسرائیل کے اندر سے پریشر آ رہا ہے کہ مسجد اقصیٰ کو گرا کر اس کی اصل بنیادوں پر تھرڈ ٹیمپل تعمیر کیا جائے۔ لیکن انہیں خطرہ ہے کہ وہ جو مسلمانوں میں دینی جذبہ رکھنے والے لوگ ہیں وہ اٹھ کھڑے ہوں گے اور عربوں کے اندر بھی ایک بڑا ہیجان آئے گا اور ان کے لیے ایک مسئلہ کھڑا ہو گا۔ لہٰذا چن چن کر ایسے لوگوں کو جو دینی جذبہ رکھتے ہوں، جہاد اور خلافت کا نام لیتے ہوں ان کو ختم کرو۔ اس کے لیے انہوں نے داعش کی بنیاد ڈالی تا کہ خلافت کے نام پر دنیا بھر سے دینی جذبہ رکھنے والے اور خلافت کے لیے جان دینے والے مسلمان ایک جگہ جمع ہو جائیں اور پھر آسانی سے انہیں کچل دیا جائے۔ چنانچہ داعش بھی یہودی سازش کا حصہ ہے۔ انٹرنیشنل کالم نویس لکھتے ہیں کہ حیرت ہے کہ امریکہ داعش کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہا حالانکہ سب سے بڑے مجرم تو وہ ہیں جو خلافت کا نام لے رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کا دور دجالی دور ہے اور دجال کا مطلب ہے دھوکہ اور فریب۔ ایک فریبی خلافت قائم کر کے اپنے مقاصد پورے کیے جا رہے ہیں جو اصل میں ان کا ہدف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سازشوں سے محفوظ رکھے اور حقیقی خلافت کا فہم اور اس کے قیام کے لیے جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

3 عرضِ حال مصنّف بحضور رحمۃ للعالمین ﷺ

10 عشق در من آتشے افروخت است — فرصتش بادا کہ جانم سوخت است

(آپ ﷺ سے اس پُر خلوص) محبت نے میرے اندر ایک آگ لگادی ہے — یہ لمحہ بڑا مبارک ہے، کہ میری جان جل گئی

11 نالہ مانندِ نَے سامانِ من — آں چراغِ خانۂ ویرانِ من

بانسری کی دُکھی آواز کی طرح فریاد (ہی) میرا (واحد) اثاثہ ہے — اور یہی (فریاد و پکار ہی) میرے اندھیرے گھر کا چراغ ہے

12 از غمِ پنہاں نگفتن مشکل است — بادہ در مینا نہفتن مشکل است

اندر کا غم (امت مسلمہ کے زوال کا غم) زبان پر آنے سے مزید روکنا مشکل ہے — جیسے شیشے کی صراحی میں شراب چھپی رہے (بہت) مشکل ہے

13 مسلم از سرِّ نبیؐ بیگانہ شد — باز ایں بیت الحرم بتخانہ شد

آج مسلمان (رہنما اور اشرافیہ) اپنے پیغمبر (رحمۃ للعالمین ﷺ) کی تعلیمات سے لاتعلق ہیں اور — (بندۂ مومن کے دل کا) کعبہ اب دوبارہ (دنیاوی خواہشات کا) بت خانہ بن گیا ہے

14 از منات و لات و عُزّیٰ و ہبل — ہر یکے دارد بتے اندر بغل

منات، لات، عزیٰ اور ہبل کی طرح کے بت — ان سب (مسلمان رہنماؤں) کی بغل میں (چھپے ہوئے) ہیں

10۔ اے رحمۃ للعالمین ﷺ آپ کے بلند مقام کی ایک جھلک نے میرے اندر آپ ﷺ کی ذات اقدس سے عشق کی کیفیت پیدا کر دی ہے اور میرے اندر ایک آگ سی لگ گئی ہے اور یہ میری سعادت ہے اور یہ لمحہ بڑا مبارک ہے کہ مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی کہ تعلیمات مصطفےٰ ﷺ کی عظمت واضح ہونے پر ان تعلیمات کو عام کرنے کے راستے میں سب کچھ جھونک دینے کی آرزو میں میری جان گھل رہی ہے۔

11۔ برطانوی ہند کے مسلمان عرصے سے غلام ہیں اور عالم اسلام مغربی صہیونی استعمار کے مظالم کا شکار ہے۔ برطانوی حکومت اتنی وسیع ہے کہ اس میں سورج غروب نہیں ہوتا۔ ان حالات میں مسلمان کمزور اور تفرقہ کا شکار ہیں۔ اس مسلمان امت کو جگانا اور آزادی کے لیے جدوجہد کرنا ایک سنگلاخ میدان ہے علامہ اقبال کہتے ہیں ان نامساعد حالات میں میرے پاس بانسری کی آواز کی طرح اپنا شاعرانہ کلام ہے جس سے میں مسلمانانِ ہند کو جگا رہا ہوں (شکوہ، شمع و شاعر، جوابِ شکوہ، طلوعِ اسلام وغیرہ وغیرہ) اور اس دورِ غلامی میں قرآن مجید سے دُوری کی وجہ سے برطانوی ہند کے مسلمانوں کے اس ویران گھر میں میرا کلام ہی ایک چراغ ثابت ہو رہا ہے جس سے اُمت مسلمہ کو جذبہ اور روشنی مل رہی ہے۔

اندھیری شب ہے، جدا اپنے قافلے سے ہے تو
تیرے لئے ہے مرا شعلہ نوا ، قندیل

12۔ امت مسلمہ کے زوال کا دکھ اور غم میرے وجود میں سرایت کر گیا ہے اور یہ بُحرانی کیفیت میرے روئیں روئیں سے ظاہر ہے اور اب یہ میری body language بن چکی ہے اس پر گفتگو نہ کرنا اب برداشت سے باہر ہے۔ جیسے شیشے کی صراحی میں (رنگدار) شراب چھپ نہیں سکتی اسی طرح مسلمانوں کی کسمپرسی کے غم پر چپ سادھے رکھنا اب بالکل ممکن نہیں۔

13۔ ان حالات میں مسلمانوں کے رہنما اور آسُودہ حال طبقات (اشرافیہ) سب دین کی حقیقی تعلیمات اور اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی رحمت للعالمینی کے تقاضوں اور برکات سے بیگانہ ہیں اور لاتعلق۔ آج کے بندۂ مومن کا دل جو درحقیقت کعبۃ اللہ کی طرح ’توحید‘ کا مسکن اور گھر ہونا چاہیے تھا—— مرورِ زمانہ سے آج پھر دوبارہ (کعبہ میں قریشِ مکہ کے بت رکھنے کی طرح) بت خانہ بن گیا ہے یعنی ہر باصلاحیت مسلمان نے اپنی تگ و دو اور صلاحیتوں کے کھپانے کا ہدف اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے فروغ سے ماورا کچھ اور ہی طے کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کے علاوہ دوسری محبتوں کے بُت دل میں سجا لیے ہیں۔

14۔ مشرکین مکہ نے بیت اللہ میں مناۃ، لات، عزیٰ اور ہبل کے بت رکھ دیے تھے اور آج کے مسلمان رہنماؤں اور elite کلاس کے دل میں جاہلیت جدیدہ کے مختلف ازم اور غیر اللہ کی محبتوں کے بُت ہیں اگرچہ نام غلام رسول، غلام مصطفےٰ اور غلام نبی ہوں۔ کوئی پیسے کا پجاری ہے، کوئی عہدے کا، کوئی اختیارات کا، کوئی شہرت کا۔ دین کی خدمت اور اے رحمت عالم آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کے فروغ اور مسلمانوں کے ایک علیحدہ وطن کا جذبہ آج مفقود ہے۔

مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار
ہر زماں پیشِ نظر لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَاد دار

باقاعدہ ایک مہم کے تحت یہ کوشش کی جارہی ہے کہ پاکستان کے نظریاتی تشخص میں نقب لگایا جائے اور پاکستان کے آئین کو بالکل لبرل اور سیکولر آئین بنا کر چھوڑ دیا جائے۔اس کوشش کے پس پردہ قادیانی ہیں جبکہ سامنے ہمارا لبرل اور سیکولر طبقہ ہے: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

ہمیں جاننے کا حق حاصل ہے کہ ہمارے اداروں نے جن گستاخ بلاگرز کو اُٹھایا، ان سے کیا تحقیق کی اور انہیں کس عدالت میں پیش کیا جس نے ان کی رہائی کا حکم دیا اور پھر غیر متوقع طور پر وہ چاروں ملک سے باہر چلے گئے: رضوان الرحمٰن رضی

روح محمد ﷺ مسلمان کے بدن سے نکالنے کے لیے جو جدید ترین تکنیکس ایجاد کی گئی ہیں سوشل میڈیا ان میں سے ایک ہے: آصف حمید

سوشل میڈیا پر توہین رسالت... کیوں اور کب تک؟ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں نامور دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: سوشل میڈیا پر متنازعہ پیجز چلانے والوں کو بغیر مقدمہ چلائے اور بغیر سزا دیے کیوں چھوڑ دیا گیا؟

رضوان الرحمٰن رضی: چونکہ قانون کی نظر میں ابھی اس بات کا تعین ہونا باقی تھا کہ واقعی وہی ذمہ داران ہیں اور انہیں گرفتار کر کے عدالت کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے اس لیے تاخیر ہوئی۔ ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ پاکستانی لوگوں نے تقریباً 28 درخواستیں PTA کے پاس جمع کروائیں کہ فلاں فلاں پیجز پر یہ بکواس ہورہی ہے، آپ اس کو روکیے، مگر PTA سویا رہا۔ اب اس کے بعد اگر کچھ لوگ اس الزام میں گرفتار ہوئے تو اداروں کا فرض تھا کہ ان سے تحقیقات کی جاتیں اور اگر وہ قصوروار تھے تو اُن کو قانون کے کٹہرے میں لایا جاتا۔ لیکن اس سلسلے میں مشکوک سرگرمیاں ہوئیں کہ جب ان لوگوں کو پاکستان میں ماورائے عدالت اٹھوایا گیا تو کسی ادارے نے ذمہ داری قبول نہیں کی کہ ایسا ہم نے کیا ہے۔ لیکن پھر جب حضرت قبلہ چودھری نثار صاحب کی ہدایت پر انہیں چھوڑ دیا گیا تو فرض کیا جانا چاہیے کہ ان کا ماتحت ادارہ FIA ہے جس میں سائبر کرائمنگ یونٹ قائم ہے اور جس کا کام اس طرح کی چیزوں پر نظر رکھنا ہے تو اس کے تحت یہ سب ہوا ہوگا۔ لہٰذا ہمیں جاننے کا حق ہے کہ ان اداروں نے کیا تحقیق کی اور ان کو کس عدالت کے سامنے پیش کیا گیا کہ جس نے ان کی رہائی کا حکم دیا اور پھر غیر متوقع طور پر وہ چاروں ملک سے باہر چلے گئے اور حکومت اس وقت تک مجرمانہ طور پر خاموش رہی ہے جب تک کہ ان چاروں لوگوں کے باہر جانے کا پورا یقین نہیں ہوگیا اور طارق فتح جیسا بدطینت شخص ان سے جا کر جرمنی میں مل بھی چکا اور اس نے سوشل میڈیا پر ان کی تصاویر بھی اپ لوڈ کر دیں اور پھر ہمیں پتا چلا کہ یہ لوگ ان سے بھی جا کے ملتے ہیں۔ اس کے بعد منافقین کا ایک ٹولہ جو اس ملک پر مسلط ہے انھوں نے دھاڑنا شروع کر دیا۔ ان کی منافقت کا عروج دیکھیے کہ اب ہر اسمبلی میں قرار داد آ رہی ہے جبکہ پچھلے چار ہفتوں سے ان کے منہ بند کیوں تھے؟ تین ہفتوں کے بعد وزیر اعظم نے صرف ایک پریس ریلیز جاری کروائی جبکہ وہ ان الفاظ کو own کرنے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں کیونکہ انھیں لبرل ازم کا ہیضہ ہوا ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

اب اس لیے بولے ہیں کہ عدالت میں ایک جج نے اس مسئلہ کو چھیڑا ہے۔ لہٰذا اب دھاڑنا شروع کر دیا کہ اگر ایسا نہیں کریں گے تو پھنس جائیں گے۔ میں ان متنازعہ پیجز کا پچھلے دو سال سے مشاہدہ کر رہا ہوں۔ دو سال میں کسی حکومت نے ان کے خلاف کچھ نہیں کیا۔ جبکہ دوسری طرف دنیا اتنی متحرک ہے کہ ہم کشمیر یا شام کے حوالے سے کوئی پوسٹ کریں تو کچھ دیر کے بعد وہ پوسٹ delete ہوجاتی ہے کیونکہ جو قوتیں ان ایشوز کو سامنے نہیں آنے دینا چاہتیں انہوں نے سوشل میڈیا کی انتظامیہ سے جا کر مذاکرات کیے ہوئے ہیں۔ نتیجہ میں ایسا مواد remove کر دیا جاتا ہے جیسے ہولوکاسٹ کے خلاف آپ کوئی پوسٹ کرتے ہیں تو وہ فوراً ڈیلیٹ ہوجاتی ہے۔ لہٰذا ہونا یہ چاہیے تھا کہ حکومتی سطح پر سوشل میڈیا کی انتظامیہ سے رابطہ کیا جاتا، مذاکرات ہوتے اور مذاکرات بھی کوئی صاحب علم اور سمجھدار آدمی کرتا۔ جس کو پاکستان اور اسلام کے کم از کم مبادیات کا پتا ہوتا۔ وہ ان کو ایک معاہدے پر تیار کرتا کہ بھئی یہ ہمارا حساس معاملہ ہے اگر اس طرح کی کوئی بھی چیز آئے گی تو آپ اس کو remove کرنے کے پابند ہوں گے۔ یہ کام اس لیے نہیں ہو سکا کہ ہمارے حکومتی ذمہ داران اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہے۔ آئی ٹی منسٹر جس نے یہ کام کرنا تھا اس کی ڈیوٹی آج کل وزیر اعظم کی جانب سے سپریم کورٹ میں لگی ہوئی ہے۔

سوال: تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون 295-C کے خاتمے کے لیے کوئی در پردہ activity تو نہیں ہو رہی اگر ہو رہی ہے تو اس کا ماسٹر مائنڈ کون ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور ہمارے آئین کا ایک تشخص ہے۔ یہاں کے آئین میں اس بات کا اظہار ہے کہ یہاں پر کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہوگی۔ قرارداد مقاصد اب آئین کا حصہ ہے۔ مگر ہمارے بہت سے طبقات کے لیے یہ چیز اس وقت ناقابل قبول بن چکی ہے اور وہ کبھی کبھار کھل کر اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں کہ آئین میں ترمیم ہونی چاہیے۔ لیکن جب انھیں پتا چلتا ہے کہ آئین میں ترمیم کرنا اتنا آسان نہیں ہے تو وہ مختلف انداز میں مہمات چلاتے ہیں اور اس مملکت کے نظریاتی تشخص کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس میں اب ہماری حکومت بھی ملوث ہو چکی ہے۔ یعنی حکومت کا رُخ بھی لبرل ازم اور سیکولرازم کی طرف جا رہا ہے۔ اس میں اصل کردار قادیانیوں کا ہے لیکن ان کے ساتھ ہمارا ایک مذہب بیزار طبقہ بھی شامل ہے۔ قادیانی پس پشت ہیں اور دوسرا طبقہ سامنے ہے۔ لہٰذا باقاعدہ ایک مہم کے تحت یہ کوشش کی جارہی ہے کہ پاکستان کے نظریاتی تشخص میں نقب لگایا جائے اور پاکستان کے آئین کو بالکل لبرل اور سیکولر آئین بنا کر چھوڑ دیا جائے۔ دنیا میں 295-C جیسی شق تو نہیں ہے لیکن کوئی وہاں ہولوکاسٹ کے بارے

میں بات نہیں کر سکتا۔

سوال : کیا تحفظ ناموس رسالت صرف علماء کرام اور دینی جماعتوں کی ذمہ داری ہے، حکومت کے تمام ادارے بشمول ایف آئی اے کے سائبر کرائم ونگ کے کیا کر رہے ہیں؟

آصف حمید : تحفظ ناموس رسالت ہر کلمہ گو مسلمان کا اوّلین فرض ہے۔ اگر ہم حسن ظن رکھیں تو بہت سے لوگوں کو اس کا اندازہ نہیں کہ یہ کتنا بڑا فریضہ ہے جس کے لیے ان کو کھڑے ہونا چاہیے۔ لیکن اگر ہم سوئے ظن رکھیں تو سمجھیں گے کہ وہ لوگ شاید منافقین کی فہرست میں داخل ہو چکے ہیں جو اس معاملے میں سرگرم نہیں ہیں۔ مغرب جانتا ہے کہ اگر اسے اسلام پر غلبہ حاصل ہوا تو صرف دو چیزوں سے ہی ہو سکتا ہے۔ ایک بے حیائی۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ: ''جب تم بے حیا ہو جاؤ تو پھر جو چاہو کرو''۔ لہٰذا مغرب نے بے حیائی کا پورا فوکس اُمت مسلمہ پہ رکھا ہوا ہے۔ دوسرے نمبر پر مغرب کی یہ کوشش ہے کہ کسی طرح ایک مسلمان کا رشتہ نبی اکرم ﷺ سے کمزور سے کمزور تر کر دیا جائے گا۔ جیسے اقبال نے ابلیس سے کہلوایا: روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو۔ اس کے لیے انہوں نے پرانے ہتھکنڈے شروع کیے ہوئے ہیں۔ قادیانیت ان میں سے ایک ہے اور فتنۂ انکارِ حدیث بھی انہیں ہتھکنڈوں میں شامل ہے۔ ان دونوں فتنوں کی جڑیں آپس میں ملی ہوئی ہیں اور ان کی اولین کوشش یہ ہے کہ کسی طرح مسلمانوں میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں شکوک وشبہات اور غلط فہمیاں پیدا کی جائیں۔ وہ لوگ جو دین کی اصل بنیادوں سے ناواقف ہیں وہ ایسی مشنریز کے جھوٹے دلائل سے ابہام کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ پوری ایک اسکیم آف تھنگز کا حصہ (things) ہے۔ اب اس کے لیے انہوں نے جو جدید ترین ٹکنیک ایجاد کی ہیں سوشل میڈیا ان میں سے ایک ہے۔ ہم فیس بک کو عام مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں لیکن جو ان کا مقصد ہے اس کو ہم نہیں سمجھتے۔ امریکہ میں کہا جاتا ہے: There is no free lunch۔ یعنی وہ کوئی بھی چیز بنائیں گے اس کے پیچھے ان کا ایک مقصد ہوگا۔ CIA، FBI اربوں کھربوں ڈالر خرچ کر کے بھی وہ معلومات نہیں حاصل کر سکتے تھے جو فیس بک کے ذریعے پوری دنیا سے حاصل کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے اداروں میں جو لوگ کام کرتے ہیں یا تو ان کا ایمان کمزور ہے یا پھر وہ منافقت کے راستے پر ہیں کہ بظاہر تو محبت رسول ﷺ کا بہت دم بھرتے ہیں لیکن عملی تقاضوں کو پورا کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہے۔ ہم کیوں نہیں سوچتے کہ دنیا میں مزید کتنا عرصہ زندہ رہ لیں گے۔ آخر اس کے بعد ہمیں کسی کی شفاعت کی ضرورت پڑے گی۔ اُس ہستی کے بل بوتے پر ہم دنیا میں پل بڑھ رہے ہیں، اسی کے خلاف اگر دنیا میں کوئی کام ہو رہا ہے تو ہماری عقل اور سوچ کیسے گوارا کر لیتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ قادیانیوں کی عظیم ترین اکثریت اس وقت جرمنی میں ہے۔ یہ تمام باطل قوتیں مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ دجالیت کا سب سے بڑا مشن اس دور میں یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک عام مسلمان کا جو تعلق ہے اس کو کمزور کیا جائے اور اس ضمن میں پچھلے 60 سال سے مسلسل کاوشیں ہو رہی ہیں۔ ماڈرنزم کے نام پر سنت کا مذاق اُڑایا جاتا ہے۔ جبکہ ہمارے حکومتی ممبران یا ادارے اگر اس طرح کی منافقت کا سہارا لے رہے ہیں تو انھیں یہ سن لینا چاہیے کہ قرآن کیا کہتا ہے: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ ''یقیناً منافقین آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے'' (النساء: 145)

CIA اور FBI والے اربوں کھربوں ڈالر خرچ کر کے بھی ان معلومات تک نہیں پہنچ سکتے تھے جو Facebook اور دوسرا سوشل میڈیا انہیں پوری دنیا سے مہیا کر رہا ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : ان پیجز پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اس قدر استہزاء اور گندگی ہے جو کسی غیر مسلم نے بھی آج تک نہیں لکھا۔ کوئی غیر مسلم ایسا کرے تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن وہ مسلمانوں کو استعمال کر کے یہ کام کروا رہے ہیں۔

رضوان الرحمٰن رضی : مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ہمارے وزیر اعظم جیسا ایک بندہ اللہ کی راہ میں اتنا خرچ کرتا ہے مگر پھر بھی گلی کا ہر بچہ اسے چور، اُچکا کہہ رہا ہے۔ میڈیا پر ہر جگہ انہیں جوتے پڑ رہے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ لیکن جب میں نے ناموس رسالت کے حوالے سے ان کے بیانات دیکھے تو مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا کہ آپ باقی جتنے مرضی نیک اعمال کرتے جائیں لیکن اگر آپ ناموس رسالت پر تماشائی بنیں گے تو پھر اللہ آپ کو دنیا میں تماشا بنا دے گا اور اس دنیا ہی میں ذلیل کر کے چھوڑے گا۔ لہٰذا یہ پانامہ کیس میں بے شک بری ہو جائیں گے لیکن ان کی ساکھ بری طرح متاثر ہو چکی ہے۔

سوال : جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے گستاخ بلاگرز کے خلاف جو موقف اختیار کیا ہے کیا آپ اس کی تائید کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ اُصولی طور پر ٹھیک ہے؟

رضوان الرحمٰن رضی : اگر ہم مسلمان ہیں اور ہمارا اسلام کے ساتھ کوئی واسطہ ہے تو اسلام کی کسی بھی تعریف کے تحت اس سے کم موقف تو بنتا ہی نہیں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : یہ موقف کوئی خلاف قاعدہ نہیں ہے بلکہ بالکل فطری موقف ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ FIA اور PTA سمیت جتنی بھی اتھارٹیز ہیں وہ کیا کر رہے تھے جبکہ سائبر کرائم بل بھی آ چکا ہے۔ اس ملک میں قانون کو لاگو کرنے کی will اُوپر سے لے کر نیچے تک کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ بلکہ کوئی لاگو ہی نہیں کرنا چاہتا جب تک کہ بالکل سر پر نہ آ پڑے۔

سوال : جسٹس صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اگر سوشل میڈیا پر ان سرگرمیوں کو نہ روکا گیا تو پورے سوشل میڈیا پر پابندی لگانا پڑی تو وہ بھی لگا دیں گے۔ آپ قانونی اعتبار سے بتائیں کہ کیا سوشل میڈیا پر کسی ملک میں پابندی لگ سکتی ہے؟

آصف حمید : جی بالکل! چائنہ نے فیس بک کے اُوپر پابندی لگائی ہوئی ہے، یوٹیوب پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ انھوں نے اپنا فیس بک بنایا ہوا ہے۔ نیت ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ سب ڈیجیٹل گیم ہے۔ اگر انہوں نے ایسا Step لیا تو شاید فیس بک انتظامیہ اور ان پیجز والے بھی سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ ہم حیران ہو رہے ہیں کہ PTA اور FIA کو عقل کیوں نہیں آئی۔ ہماری معلومات کے مطابق وہاں پر قادیانی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

سوال : بیوروکریسی میں قادیانی بھی ہیں اور جو کسی اور ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ وہاں دین سے مخلص کتنے لوگ آپ کو نظر آئیں گے۔ ان پیجز کے علاوہ ابھی بھی کئی پیجز ایسے موجود ہیں۔ کیا اُن سے پوچھنے والا کوئی نہیں؟

رضوان الرحمٰن رضی : دکھ کی بات یہ ہے کہ وہ پیج خود کو آئی ایس پی آر کے ساتھ ایسوسی ایٹ کرتا ہے اور آئی ایس پی آر کی طرف سے ابھی تک اس سے لاتعلقی کا اظہار بھی نہیں کیا گیا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : ہمارے ٹی وی چینلز پر ایسے ڈرامے چل رہے ہیں جن میں اسلامی شعائر کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ اور ایسے ڈراموں کو لوگ فیملی کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ رہے ہیں۔

آصف حمید : اسلام کے خلاف یہ تحریک بڑی پرانی ہے اور اس کے لیے مختلف اوقات میں مختلف میڈیم

استعمال کیے جاتے رہے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی جماعتیں اور پاکستان کے ساتھ مخلص لوگ مل بیٹھ کر ایک میڈیا واچ سیل بنائیں جو پیمرا کو گائیڈ کرے اور ہر ایسے ڈرامے، اشتہار یا پروگرام کی رپورٹ وزارت اطلاعات کو بھیجے کہ یہ غلط ہے اور اس کو بند کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدلے، اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے‘‘۔

سوال :عوام سوشل میڈیا پر جس قدر سرگرم ہے اگر سوشل میڈیا پر پابندی لگتی ہے تو اس کے کیا اثرات ہوں گے؟

رضوان الرحمٰن رضی : مجھے تو یہ ایک قسم کی حکومتی سازش لگتی ہے۔ ایک نشئی سے آپ نشے کی پڑیا چھین لیں، پہلے وہ مانگے گا، اگر آپ نہیں دیں گے تو وہ آپ کے گلے پڑے جائے گا۔تو بنیادی طور پر حکومت سوشل میڈیا کے نشئیوں کو ناموس رسالت کے محافظین کے سامنے کھڑا کرنا چاہتی ہے تاکہ یہ آپس میں لڑیں اور آپ بڑے آرام سے بیٹھ کر حکومت کریں۔آپ ان کا طرز عمل تو دیکھیں۔ مسلم لیگ کے سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے اجلاس میں جو دو خواتین برقعے پہن کر بیٹھی ہیں وہ کون ہیں؟ کیا وہ اس وقت مسلمانوں کی نمائندہ نہیں تھیں؟

سوال :لوگ اپنے بلاگز پر کچھ نہ کچھ لکھ کر اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے ہیں، اگر اس پر پابندی لگ گئی تو معاشرے پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : سوشل میڈیا پر آپ اچھا کام بھی کر سکتے ہیں، نیکی کی بات بھی پھیلا سکتے ہیں، آپ کی زبان پر ٹیپ تو نہیں لگائی جا رہی اور آپ کے ہاتھ سے قلم تو نہیں چھینا جا رہا ہے۔متنازعہ پیجز پر مقدس ہستیوں پر ایسی دشنام طرازی کسی غیر مسلم نے بھی نہیں کی جتنی ان پیجز پر کی گئی ہے۔

سوال :کیا ہماری حکومت تکنیکی اعتبار سے اس قابل ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر پابندی لگا سکے؟

آصف حمید : FIA کا سائبر کرائم یونٹ اس کی سو فیصد اہلیت رکھتا ہے،اس کے پاس جو ٹیکنالوجی ہے، وہ سٹیٹ آف دی آرٹ ہے۔ان کے لیے ایسے متنازعہ پیجز کی شناخت کرنا اور ان کو پکڑنا بھی کوئی مشکل نہیں ہے۔

سوال :ماضی میں یوٹیوب پر پابندی لگی تھی وہ تو ایک مذاق بن کے رہ گئی تھی؟

آصف حمید :یوٹیوب پر جب پابندی لگی تھی تو 70 فیصد لوگ یوٹیوب نہیں دیکھ رہے تھے۔ اگرچہ کچھ پراکسیز کے تھرو دیکھنا ممکن ہو جاتا ہے مگر ان پراکسیز کی اپنی پرابلمز ہوتی ہیں۔وہ مسلسل نہیں چل پاتیں، ان میں ادائیگی بھی کرنا پڑتی ہے۔لہٰذا اتنا آسان نہیں ہوتا۔

سوال :دنیا میں اس وقت سوشل میڈیا کا ایک اہم رول ہے، دنیا اس کی بدولت گلوبل ویلج بن چکی ہے، ماضی قریب میں عرب اسپرنگ میں بھی سوشل میڈیا کا بڑا رول تھا، جب پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا بین تھا تو سوشل میڈیا نے لاکھوں لوگوں کو جمع کر کے کردار ادا کیا۔ پابندی لگا کر کیا حاصل ہوگا؟

رضوان الرحمٰن رضی : سوشل میڈیا نے عرب اسپرنگ میں جو رول ادا کیا ہے وہ ایک بڑا سٹڈی کیس بنتا ہے۔عرب اسپرنگ کے بعد جس برے طریقے سے وہاں اسلام کا نام لینے والوں کو چن چن کر قتل کیا گیا ہے وہ شاید عرب اسپرنگ سے پہلے ممکن نہیں تھا۔

> **ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی جماعتیں مل کر ایک میڈیا واچ سیل قائم کریں جو پیمرا کو گائیڈ کرے اور ایسے ڈراموں، اشتہاروں اور پروگرامز کی شکایت وزارت اطلاعات سے کرے جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوں۔**

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : اصل انحصار اس پر ہے کہ سوشل میڈیا کو کون کس لیے استعمال کر رہا ہے۔عرب اسپرنگ میں اسے اسلام پسندوں کو سامنے لا کر ختم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔جبکہ ترکی میں جب فوجی بغاوت ہوئی تو اسی میڈیا کے ذریعے عوام کو موبلائز کر کے فوجی بغاوت کو کچل دیا گیا۔

رضوان الرحمٰن رضی : جب سوشل میڈیا نہیں تھا تو کیا ہوتا تھا کہ انسان ایک دوسرے سے ملتے تھے، آپس میں گفتگو کرتے تھے، ایک دوسرے کا حال احوال جانتے تھے،ایک دوسرے کے دکھ درد میں کام آتے تھے۔ یہ آپس میں سوشلائزیشن کرنے کی ایک سرگرمی تھی۔لیکن اب آپ دیکھیں کہ وہ سب پنڈال، وہ تھڑے اور وہ کتنی جگہیں جو ہماری معاشرتی تہذیب کا ایک کیریئر رہے ہیں وہ سب سوشل میڈیا نے اُجاڑ دیے۔ جن کے ذریعے انسانوں کا آپس میں باہمی ربط تھا، باہمی محبت تھی جس کے بارے میں میرے آقا ﷺ کا حکم بھی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو تحفے دیا کرو، اس سے محبتیں بڑھتی ہیں۔ یہ نصیحت اسی لیے تھی تاکہ امت مسلمہ ایک بنیان مرصوص بن جائے، آہنی دیوار بن جائے۔لیکن اب غیر مسلم ممالک بھی اور ہیومن رائٹس والے بھی اعتراف کر رہے ہیں کہ سوشل میڈیا نے انسانوں کو ایک دوسرے سے بالکل لاتعلق کر دیا۔

آصف حمید: قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ ﴿یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ ؕ﴾ ’’(اے نبیؐ!) یہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں (کہ ان کا کیا حکم ہے؟)‘‘ ﴿قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ﴾ ’’(اے نبیؐ! ان سے) کہہ دیجیے کہ ان دونوں کے اندر بہت بڑے گناہ کے پہلو ہیں‘‘ ﴿وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؗ﴾ ’’اور لوگوں کے لیے کچھ منفعتیں بھی ہیں‘‘ ﴿وَاِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ﴾ ’’البتہ ان کا گناہ کا پہلو نفع کے پہلو سے بڑا ہے۔‘‘(البقرہ:219)

یہ فارمولا اس سوشل میڈیا پر لاگو ہوتا ہے کیونکہ اس کی شناعت اور اس کی برائی زیادہ ہے، فائدے کم ہیں۔ یہ سوشل میڈیا جنہوں نے بنایا ہے ان کی بڑی پلاننگ ہے۔ یہودیوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ﴿یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ﴾ ’’اے یعقوب کی اولاد! یاد کرو میرے اُس انعام کو جو میں نے تم پر کیا‘‘ ﴿وَاَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ۝۴۷﴾ ’’اور یہ کہ میں نے تمہیں فضیلت عطا کی تمام جہانوں پر۔‘‘ (البقرہ)

یہ ان کی ذہنیت ہے کہ وہ سوچتے ہیں اور پلاننگ کرتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں انہوں نے اس لیے بنائی ہیں کیونکہ ان کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کو کنٹرول کرنا ہے، ان کے نظریات بدلنے ہیں، انہیں اپنے مشن کے مطابق ڈھالنا ہے۔ یہ پورا ایک گلوبل سلسلہ ہے جس میں سوشل میڈیا سمیت یہ سب چیزیں آتی ہیں۔ ہمیں اس کو استعمال کرنا چاہیے مگر اس اُمید کے ساتھ کہ: ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ﴾ ’’اب انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی‘‘ ﴿وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ۝۵۴﴾ ’’اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔‘‘ (النساء)

یعنی یہ چیزیں بنائی گئی تو کسی اور مقصد کے لیے ہیں لیکن ہمیں چونکہ موقع مل رہا ہے تو ہم ان کو خیر اور بھلائی کے کاموں کے لیے استعمال کریں، قرآن کی دعوت کو عام کرنے کے لیے اور دین کے غلبہ کے لیے استعمال کریں۔ لیکن اگر ہم یہ سمجھیں کہ کل کی کل خیر کے لیے بنائی گئی ہیں تو پھر ہم سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں ہوگا۔

سوال: اس وقت انٹرنیٹ پر توہین رسالت کا مواد موجود ہے۔ ہمیں بحیثیت مسلمان اس کے خلاف کیسے ری ایکٹ کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ ہمارا آئین اس نظریاتی مملکت کو تشخص دیتا ہے اور اس کے حوالے سے قانون سازی ہوئی ہے۔ قانون کو اپلائی کرنا ریاست کا کام ہے۔ قانون میں اگر کوئی سقم موجود ہے تو اس پر بحث ہو سکتی ہے لیکن جب تک وہ قانون موجود ہے اس کو پوری طرح اپلائی کرنا ریاست کی پوری ذمہ داری بنتی ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں ہوا کیا ہے کہ تقسیم ہند سے یہاں انگریز کا قانون موجود ہے جس میں 295 موجود ہے اس میں صرف شق c کا اضافہ کیا گیا کہ توہین رسالت کی سزا موت ہوگی۔ پھر سائبر کرائم بل بنایا گیا۔ لیکن اس کے باوجود یہاں توہین رسالت پر مبنی پیجز بنتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ گورنمنٹ نے سائبر کرائم بل بنایا تھا اس کے اسباب کچھ اور تھے۔ جو بات سامنے آئی تھی وہ یہ تھی کہ ان پیجز پر کچھ ایسی پوسٹ کی گئیں تھیں جو حکومت یا فوج کے خلاف تھیں تو ان کو غائب کر دیا گیا۔ لیکن بعد میں جب ان کو چھوڑا گیا تو ان کو کہا گیا کہ ملک چھوڑ جاؤ تو وہ ملک بھی چھوڑ کر چلے گئے۔ کوئی ای سی ایل بھی لاگو نہیں کیا گیا۔ تو ریاست اور اس کے قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں کہاں؟ جب سائبر کرائم بل بنایا گیا تھا تو اس میں کہا گیا تھا کہ منافرت نہیں پھیلانے دی جائے۔ لیکن اب معاشرے میں انتشار پھیل رہا ہے اور نہ کوئی پکڑا جاتا ہے، نہ کسی پر کوئی قانون لاگو کیا جاتا ہے، نہ کسی کو کوئی سزا دی جاتی ہے اور مقدمہ تک قائم نہیں کیا جاتا حالانکہ مقدمہ قائم کرنا حکومتی اداروں کی ذمہ داری ہے۔ ان متنازعہ پیجز کے خلاف بھی کسی شہری نے کیس دائر کیا اور اس پر جج نے جب رولنگ دی تو اس پر بھی حکومت لیت ولعل سے کام لیتی رہی۔ پھر جب کہا گیا کہ آئی جی اور پی ٹی اے کا چیئرمین بھی حاضر ہو تو اس کے بعد حکومت نے نیم دلی سے کچھ کیا۔

سوال: 295c کے تحفظ اور اس پر کامل عمل درآمد کے لیے آپ کیا تجاویز دیں گے؟

رضوان الرحمٰن رضی: تحفظ ناموس رسالت کی مثال اس وقت پریشر ککر کے اس سیفٹی وال کی ہے جس کو آپ اگر بند کریں گے تو پریشر ککر پھٹ جائے گا۔ یہ بات ریاست اور ریاست کے اداروں کو اچھی طرح باور کر لینی چاہیے کہ اگر وہ اس قانون کے اطلاق میں کوئی رکاوٹ کھڑی کریں گے تو مسلمانوں نے اپنا راستہ پھر خود چن لینا ہے۔ کیونکہ یہ آپ ان مسلمانوں کے ساتھ حرکت فرما رہے ہیں جن کے پاس غازی علم دین شہید اور ممتاز قادری شہید جیسوں کی ایک ہسٹری ہے اور یہ لائن بڑی لمبی ہے۔ اس لیے اس معاشرے میں 295c کے ساتھ چھیڑ چھاڑ حکومت کو مہنگی پڑے گی۔ ہاں اگر آپ نے اس معاشرے میں انارکی اور خانہ جنگی پیدا کرنی ہے تو پھر آپ بالکل صحیح ٹارگٹ پر جا رہے ہیں۔ ورنہ یہ قانون صرف پاکستان میں ہی موجود نہیں ہے بلکہ برطانیہ، امریکہ اور دوسرے ممالک میں بھی یہ قانون کسی نہ کسی طریقے سے موجود ہے، ہم تو وہی کچھ مانگ رہے ہیں جو وہاں بھی لاگو ہے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

لاہور میں رہائش پذیر راجپوت بھٹی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم اے پولیٹیکل سائنس، قد "5'.7 کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0321-1485510
0334-6907750

دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے رفیق جناب محمد فیصل قریشی کی والدہ محترمہ علیل ہیں
اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔
قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اہم اعلان

بسلسلہ داخلہ کلیۃ القرآن (قرآن کالج) لاہور

طلبہ اور والدین نوٹ فرمالیں کہ بعض تعلیمی بورڈز میں مڈل ر میٹرک کے امتحانات میں تاخیر کے سبب سے کلیۃ القرآن لاہور میں درس نظامی بمعہ میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے میں داخلہ کی تاریخ میں 10 اپریل 2017ء تک توسیع کر دی گئی ہے۔

داخلے کے خواہش مند طلبہ جلد از جلد رابطہ کریں۔

کلیۃ القرآن 191 اتاترک بلاک گارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 042-35833637 0301-4882395

مانعِ علم و ہنر عمامہ نیست

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

بحمد اللہ بالآخر حکومت نے توہین رسالت ﷺ پر مبنی مواد کے ضمن میں نوٹس لے ہی لیا۔ وزیر اعظم کے بیان کے بعد وزیرِ داخلہ کی پریس کانفرنس بھی آ گئی۔ اگر چہ بلاگرز بہ صد اہتمام منظر سے ہٹا دیے گئے ہیں۔ پاکستان سے باہر محفوظ ہیں۔ تاہم مبنی بر توہین مواد کے خلاف عالمی مہم جوئی کا ارادہ نیک شگون ہے۔ یقیناً یہ دین، ایمان کی کسوٹی ہے جس پر پورا نہ اترنے والا پاکستان جیسے ملک سے حقِ حکمرانی ہی کھو دیتا ہے۔ اسی لیے چند دن کی خاموشی باعثِ تشویش تھی۔ دیر آید درست آید! اسی دوران وزیر اعظم کے بیانات توجہ طلب ہیں۔ مثلاً ملک میں جھگڑا ترقی کے حامیوں اور مخالفین کا ہے۔ ترقی کا مخالف تو کوئی دشمن ہی ہو سکتا ہے۔

تاہم ترقی کسے کہتے ہیں، یہ تعریف نہایت اہم ہے۔ ملکی ترقی کے پیمانے برسرِ زمین معاشی ترقی سے جانچے جائیں تو صنعت و زراعت کا حال دگرگوں ہے۔ تجارتی خسارہ 8 ماہ میں 33.34% یعنی 20 بلین ڈالر سے تجاوز کر گیا۔ درآمدات میں حد درجے اضافہ اور برآمدات میں کمی کا سامنا ہے۔ قرضوں کی دلدل مزید ہے۔ ترقی کی ضمانت امن و امان سے ہوا کرتی ہے، سو اس کی حالت مخدوش ہے۔ امریکی جنگ گود لینے کے نتیجے میں، ملک 16 سال سے آپریشن در آپریشن میں مبتلا ہے۔

عدل و انصاف بھی کسی قوم کی ترقی کا پیمانہ ہوا کرتا ہے۔ انصاف پاتے پاتے مقدمہ دادا سے پوتے تک جا پہنچتا ہے۔ ملزم بعد از وفات باعزت بری کر دیا جاتا ہے۔ لاپتگان ہزاروں کی تعداد میں کہاں گئے؟ زمین کھا گئی آسمان نگل گیا۔ انصاف گریہ کناں ہے! پاکستان جنوبی ایشیا کا واحد ملک ہے جس میں عام شہری پر فوجی عدالتوں میں مقدمہ چلایا جاتا ہے۔ جس پر طرّہ یہ ہے کہ ملٹری ججوں کے لیے قانون کی سند یا قانونی پس منظر ہونا بھی ضروری نہیں۔ جہاں (حالیہ مقدمات میں) 90 فیصد سزائیں ملزمان کے اقرار پر مبنی ہیں۔ (اقرار مشکوک تفتیشی طریقوں سے حاصل کیے جاتے ہیں)، (ڈان۔ 6 مارچ 2017ء)

صحت بھی ترقی ہی کا پیمانہ ہے۔ سو دنیا میں صحت کے حوالے سے ہم 188 ممالک میں 149 ویں نمبر پر کھڑے ہیں (کانپتی ٹانگوں کے ساتھ!) انسانی ترقی کے حوالے سے (ہیومن ڈویلپمنٹ انڈکس) دنیا میں ہمارا نمبر 147 ہے اور ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کے مطابق کرپشن کے حوالے سے 116 ویں نمبر پر ہیں 175 ممالک میں سے! معاشرتی ترقی و استحکام کا پیمانہ مضبوط خاندانی نظام ہے جو روز افزوں طلاق اور خلع کی بڑھتی ہوئی شرح سے عیاں ہے۔ نوجوانوں میں خودکشی، نفسیاتی بیماریاں اور منشیات کا تعلیمی اداروں میں بڑھتا ہوا رجحان حد درجے تشویشناک ہے۔ عالمی پیمانوں پر ہمارے اعلیٰ تعلیمی نظام کو کمزور ترین میں شمار کیا گیا ہے۔ سیاسی استحکام حکومت، اپوزیشن مابین مسلسل دنگل، رسہ کشی، دھرنے، غیر پارلیمانی زبان و بیان کی دھینگا مشتی کی نذر رہے۔ اقتدار کے ایوانوں پر مسلسل زلزلے اور آفٹر شاکس کی کیفیت رہتی ہے۔ سول فوجی رشتہ ہو یا حکومت اپوزیشن تعلقات، مسلسل مخدوش چلے آئے ہیں۔ ملکی ترقی میں نوجوان اور تعلیم اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ترقی کا جو بعد از 9/11 تصور پرویز مشرف نے بش کی گھرکیوں تلے پاکستان کو دیا تھا (روشن خیالی کے نام پر) وہی سکہ بند تصور ہر حکمران نے بعد ازاں دہرایا ہے۔ نجی تعلیمی ادارے ملک بھر میں کھمبیوں کی طرح اُگ آئے اور مخلوط تعلیم چھوٹی عمروں سے سکولوں میں رائج کر دی گئی۔ ترقی نے ہمیں کہاں پہنچا دیا۔ اسلام آباد کے معروف مہنگے ترین سکولوں میں سے ایک میں اے لیول کے طلبہ و طالبات نے مل کر نائٹ سوٹ ڈے منایا۔ ہم نصابی سرگرمی! جیسے نصاب ویسی ہم نصابی! اگر یہ ترقی ہے تو یقیناً ایسی ترقی کے حامیوں اور مخالفوں میں تو جھگڑا لازم ہے! بلکہ فرضِ عین ہے۔ نوجوان لڑکے نائٹ سوٹ میں آئے اور لڑکیاں نائٹی میں! ایک دوسرے پر پانی پھینکا۔

ترقی کے بہکے بھٹکے تصورات ہی کا نتیجہ ہے کہ PSL فائنل کے لیے قذافی سٹیڈیم کے بالمقابل جامع مسجد مسلسل 5 دن بند رہی۔ 5 ہزار نمازی جمعے کی نماز سے محروم کر دیے گئے۔ دیگر مساجد اس پورے دن گرد و پیش تالا بند رہیں۔ اذان اور نماز سے محروم۔ پورا علاقہ موسیقی سے گونجتا رہا تکبیروں کا گلا گھونٹ کر۔ اندر ترقی کی منزلیں سر کروانے کو چیئر گرلز کے گلے میں بانہیں ڈال کر رقص کناں گورا، نیم برہنہ چیئر گرلز کے کھلاڑیوں کو بڑھاوے دینے کے نہایت ترقی یافتہ مناظر! یہ سب وفاقی، صوبائی حکومت کی ناک تلے ہوا۔ بعد از میچ کھلاڑیوں کی سپاٹ فکسنگ، سٹہ بازی کا شرمناک مجرمانہ باب کھل گیا!!

2 فیصد ہندوؤں کی ہولی کو وزیر اعظم نے سرکاری سرپرستی دینے کو خصوصی شرکت کی۔ رواداری اور اقلیتوں کے حقوق کے زوردار بیان دیے۔ ہم یہ یاد دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ اب مسئلہ اقلیتوں کا نہیں۔ پاکستان ہمیشہ سے اقلیتوں کی جنت رہا ہے۔ البتہ اب تو اکثریت کے حقوق مخدوش حالت میں ہیں۔ مسلم اکثریت غیر محفوظ ہے۔ کراچی ٹارگٹ کلنگ میں کبھی اقلیتوں کی یوں شامت نہ آئی۔ چن چن کر علماء، مسلم مشاہیر نشانہ بنائے گئے۔ جعلی پولیس مقابلوں کی فہرستیں جاری ہوں تو تمام تر باریش اہلِ دین سامنے آئیں گے۔ گستاخ بلاگرز محفوظ ہیں۔ اقلیتی گستاخ رسول ﷺ آسیہ بی بی پر گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے اپنی جان نچھاور کر دی۔ اس سے بڑھ کر رواداری اور اقلیتوں کا تحفظ کیا ہوگا!

اسی دوران جب ملک میں جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے نوٹس لینے پر شدید بے چینی پھیلی تو ایک شوشا چھوڑ دیا گیا۔ یہ بھی توجہ ہٹانے اور نئی لایعنی بحث چھیڑنے کا اقدام تھا۔ ایک طرف تو جابجا داڑھی، حجاب زیرِ عتاب رہتے ہیں۔ اب یکایک ہائیر ایجوکیشن پنجاب کے وزیر نے پنجاب بھر کے تعلیمی اداروں میں طالبات کے لیے حجاب لازمی قرار دینے کی سفارش کر دی۔ دھواں دھار تقریر میں اعلیٰ تعلیم یافتہ وزیر سید علی رضا گیلانی کی جانب سے یہ انہونی سامنے آنے کی دیر تھی کہ سوشل میڈیا پر استہزائیہ طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ حجاب جو کسی وزیر کبیر کا نہیں قرآنِ ذی شان میں رب تعالیٰ کا حکم ہے۔ قرآن کی دو سورتیں اللہ نے نازل فرمائیں جو ستر اور حجاب کے احکام، مسلم عورت کا ڈریس کوڈ، اس کی حیا کے تحفظ کے لیے قانون سازی پر مبنی ہیں۔ اسے بازیچۂ اطفال بنا ڈالا۔ قرآن اور دین سے ان پڑھ نوجوان نسل اوئے توئے کی زبان لیے حجاب کے حکم کے چیتھڑے اڑانے اٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ کسی انسان / مولوی پر تنقید نہیں ہے۔ یہ زبان درازی ہماری ڈولتی کشتی میں عند اللہ مزید پتھر بھرنے کا سامان ہے۔ فوراً ہی حکومت کی طرف سے دوٹوک تردیدیں جاری ہونے لگ گئیں کہ حاشا وکلا، ہم دور دور، دیوانے، خوابوں میں

بھی ایسا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ (بمشکل تمام تو تکبیر اور نماز باجماعت بند کر کے پنجاب نے ٹرمپ کو روشن خیالی کا بلند آہنگ پیغام بھیجا تھا) ہم اور حجاب لازم کر دیں؟ ناممکن! تحریکِ انصاف کی ایک خاتون نے صوبائی اسمبلی میں اس کے حق میں قرارداد پیش کرنا چاہی تو شدید سرزنش کا سامنا کرنا پڑا۔ تحریکِ انصاف کی ناک کٹنے سے بال بال بچ گئی! ہماری ترقی کی راہیں مسدود ہونے سے بچ گئیں۔

دنیا بھر میں حجاب کے خلاف الرجی کا جو سوائن فلو پھیلا ہوا ہے پاکستان کو بھی بالواسطہ لگ گیا۔ اگرچہ اس ترقی کا نتیجہ امریکی میرین (فوجی) خواتین کو بھگتنا پڑ گیا۔ ان کے فوجی بھائیوں نے غسل خانوں میں خفیہ کیمرے لگا کر برہنہ تصاویر حاصل کر کے ویب سائٹس پر ڈال دیں۔ کئی خواتین میرینز نے احتجاجاً استعفے دے دیئے۔ ترقی کی یہ جہت پسند نہ آئی۔ حالانکہ برہنگی کو مقبول عام بنانے کے لیے درجہ بہ درجہ یہ عالمی مہمات ہیں۔ ادھر فرانس، اٹلی و دیگر یورپی بھی حجاب پر سراپا عتاب ہیں، جبکہ طبی تحقیق میں پھیپھڑوں کی بیماری سے بچنے کے لیے حجابی ماسک تیار کیا گیا ہے جو عین سکارف کی طرح سر کو لپیٹ کر منہ پر نقاب منڈھ دے گا! حجاب دشمنوں کا کیا بنے گا اگر یہ پہننا پڑ گیا؟

ترقی کا یہ خلط مبحث نیا تو نہیں۔ ایسے ہی مغرب سے مرعوب بیمار ذہن برطانیہ کی غلامی کے دور میں بھی تھے جس پر جاوید نامہ میں اقبال نے تنقید کی تھی۔ علم و تحقیق، محنت، ایجادات کی بجائے بے حیائی، بے باکی اور دین سے فرار کو ترقی کی راہ سمجھنے والوں کے لیے یہ پیغام ہے:

مغرب کی قوت کا راز نغمہ و موسیقی اور بے حجاب لڑکیوں (چیئر گرلز) کے رقص میں نہیں۔ نہ ہی حسین و جمیل چہروں، برہنہ پنڈلیوں، کٹے بالوں میں ترقی پنہاں ہے۔ نہ ہی لادینیت یا لاطینی رسم الخط (انگریزی) سے وابستہ ہے۔ گورے کی قوت علم و فن کے ذریعے سے ہے۔ مغربی وضع قطع (سوٹ ٹائی پینٹ جینز) حکمت و دانائی کی ضمانت نہیں۔ نہ ہی جبہ و عمامہ مانع علم ہے۔ (اتاترک کی جہالت جس نے پگڑی ٹوپی برقعے قرآن جلا ڈالے، مسجدوں پر تالے ڈال کر اذان پر پابندی لگا دی تھی...... ترقی کے شوق اور اسلام دشمنی میں) مغز کی ضرورت ہے جو ملبوسِ فرنگ میں نہیں رکھا۔ عقل و فراست درکار ہے۔ ترقی و عظمت کے حصول کے لیے عمل، ذہانت اور نگاہ مطلوب ہے!

جذباتی بڑھکوں، دعووں سے نہیں ٹھوس منصوبہ بندی، محنت، اخلاص اور دیانت سے ہی ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ لبرل فاشزم کی موجودہ انتہا پسندی ملک کے لیے زہرِ قاتل ہے۔

❁❁❁

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے "شعبہ تحقیق اسلامی" (IRTS) کے زیرِ انتظام ابلاغِ عامہ و افادۂ عام کی ویب سائٹس

- www.tanzeemdigitallibrary.com بانیٔ تنظیم و صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات و تصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایبل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔
- www.giveupriba.com انسدادِ سود کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن و سنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتباسات اور شرق و غرب کے نامور مفکرین کے اقوال و تحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔
- www.hafizahmadyar.com پروفیسر حافظ احمد یارؒ (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی و قرآن اکیڈمی لاہور) کا علمی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی و نحوی ترکیب، بلاغتِ قرآن و آڈیو تفسیرِ قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org

پر ملاحظہ کیجیے:

- تنظیم اسلامی کا تعارف
- بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا مکمل دورۂ ترجمۂ قرآن
- بانیٔ تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم اسلامی کے مختلف خطابات
- تلاوتِ قرآن، دروسِ قرآن، دروسِ حدیث اور خطاباتِ جمعہ
- صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک اور اربعین نوویؒ کے تراجم
- میثاق، حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے
- اردو اور انگریزی کتابیں
- آڈیو ویڈیو کیسٹس سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست

Visit us at www.tanzeem.org

رحم دلی ـــ اعلیٰ اخلاقی صفت

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

رحم دلی ایک اخلاقی خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ کسی شخص کو کمزور‘ بیمار‘ لاچار اور ضرورت مند دیکھ کر اس پر ترس کھانا اور اس کے حسب حال اس کی مدد کرنا رحم دلی ہے۔ رحم دلی کا دائرہ وسیع ہے۔ صرف انسان ہی نہیں بلکہ چرند پرند بھی رحم کے مستحق ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم زمین پر بسنے والی مخلوق پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔“ (جامع ترمذی)

رحم کے اولین مستحق انسان ہیں خواہ وہ مومن ہوں یا کافر‘ فاسق وفاجر ہوں یا متقی و پرہیزگار‘ ان میں سے جو بھی تکلیف میں ہو یا ضرورت مند اور محتاج ہو اس پر رحم کھانا‘ حسبِ استطاعت اس کی مدد کرنا اور مشکل میں اس کے کام آنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ہاں کافر اور مشرک پر رحم دلی کا بڑا تقاضا یہ ہے کہ اُسے کفر اور شرک سے نکال کر اسلام میں داخل کرنے کی بطریق احسن کوشش کی جائے‘ تاکہ وہ گمراہی سے نکل کر صراط مستقیم پر چل نکلے اور اس طرح جہنم کے عذاب کی بجائے جنت کا امیدوار بن جائے۔ کوئی کافر‘ مشرک یا بدعمل کسی دنیاوی تکلیف‘ مصیبت یا بیماری کی وجہ سے امداد کا خواہاں ہو تو اس پر رحم کھانا بھی نیکی ہے‘ انسان تو انسان کوئی جانور بھی تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی مدد کر کے اسے مصیبت سے بچانے کی کوشش کرنا بھی نیکی ہے‘ کیونکہ وہ بھی اللہ کے کنبے کا ایک فرد ہے اور رحم کا مستحق ہے۔

ایک سفر میں صحابہ کرامؓ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپؐ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے‘ اسی اثنا میں صحابہؓ میں سے کچھ نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی سرخ چڑیا ہے جس کے ساتھ دو بچے بھی ہیں صحابہؓ نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ وہ چڑیا آئی اور اپنے بچوں کے گرد منڈلانے لگی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا: اس چڑیا کے بچے پکڑ کر کس نے اس کو ستایا ہے؟ اس کے بچے اسے واپس کرو۔ چنانچہ صحابہؓ نے چڑیا کے بچے واپس کر دیے۔ (سنن ابوداؤد)

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک صحابیؓ کے باغ میں تشریف لے گئے‘ وہاں ایک اونٹ تھا۔ جب اس اونٹ نے آپؐ کو دیکھا تو ایسا ڈکرایا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے اور اس کی کنوتیوں پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ وہ اونٹ خاموش ہو گیا۔ پھر آپؐ نے دریافت فرمایا یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان آئے اور انہوں نے عرض کیا حضرت یہ میرا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس بے چارے بے زبان جانور کے بارے میں تم اس اللہ سے ڈرتے نہیں‘ جس نے تم کو اس کا مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور زیادہ کام لے کر اس کو دکھ پہنچاتے ہو۔“ گویا رسول اللہ ﷺ نے اس جانور پر ترس کھایا اور اس کے مالک کو جانور پر رحم کرنے کی تاکید کی اور امت کو جانوروں پر رحم کرنے کا سبق دیا۔

مصیبت زدہ یا ضرورت مند انسان ہو یا جانور اُس کے کام آنا اور اس کو مشکل سے نکالنا اس قدر بڑی نیکی ہے کہ کبھی یہ نیکی انسان کی نجات کا باعث بن جاتی ہے۔

کوئی شخص کسی ضرورت کے لیے قرض لے مگر وہ اُسے بروقت ادا نہ کر سکے اور قرض خواہ اُس پر ترس کھاتے ہوئے کچھ اور مہلت دے دے تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے لیے رحمت کی دعا کی ہے۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص سے اس کی موت کے بعد پوچھا جائے گا کہ اپنی دنیوی زندگی پر نگاہ ڈال اور بتا تیرا کوئی نیک عمل ہے جو تیرے لیے وسیلہ نجات بن سکے؟ وہ عرض کرے گا کہ میرے علم میں میرا کوئی ایسا عمل نہیں‘ سوائے اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ کاروبار اور خرید و فروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا تو میرا رویہ ان کے ساتھ درگزر اور احسان کا ہوتا تھا۔ میں مال دار کو بھی مہلت دیتا اور غریبوں اور مفلسوں کو تو معاف بھی کر دیتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں داخلے کا حکم فرما دے گا۔ (صحیح بخاری)

حقیقت یہ ہے کہ رحم کھانا اللہ رب العزت کی صفت ہے‘ وہ الرؤوف اور الرحیم ہے۔ انسانوں کا رحم دلی کا سلوک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رحم کرنے والوں اور ترس کھانے والوں پر بڑی رحمت والا خدا رحم کرے گا۔ زمین پر بسنے والی اللہ کی مخلوق پر تم رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔“ (سنن ابی داؤد‘ جامع ترمذی)

جن سات آدمیوں کو قیامت کے دن عرش کا سایہ ملے گا ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جس نے تنگ دست مقروض پر رحم کرتے ہوئے اس کو مزید مہلت دی۔ (ترمذی)

ایک شخص جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک درخت کی ٹہنیاں سڑک پر جھکی ہوئی ہیں جو آنے جانے والوں کے لیے تکلیف کا باعث ہیں‘ اسے مخلوق خدا کی تکلیف گوارا نہ ہوئی اور اُس نے ارادہ کیا کہ وہ ان شاخوں کو کاٹ کر مسافروں کے لیے راستہ صاف کر دے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ رحمٰن ورحیم اللہ تعالیٰ اس کی اس رحم دلی پر اتنا خوش ہوا کہ اس کی بخشش فرما دی۔ اس کے برعکس کسی انسان یا جانور کو تکلیف میں دیکھ کر جس شخص کے دل میں رحم کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے الصادق والمصدوق ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے‘ آپؐ فرماتے تھے کہ رحمت کا مادہ تو صرف بدبخت کے دل سے ہی نکالا جاتا ہے۔ (جامع ترمذی)

سنگدلی ایک روحانی مرض ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے اس کا یہ علاج فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ (رواہ احمد)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بے درد اور بے رحم عورت اس لیے جہنم میں گرائی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کر بھوکا مار ڈالا‘ نہ تو اسے خود کچھ کھانے کو دیا‘ اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر اپنی بھوک مٹا لیتی۔ (بخاری و مسلم)۔ بعض لوگ مرغوں کو لڑاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ مرغے ایک دوسرے کو زخمی کرتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگوں نے کتے پال رکھے ہوئے ہیں‘ وہ ان کی لڑائی کرواتے ہیں اور اس منظر کو دیکھتے اور خوش ہوتے ہیں۔ جانوروں کی لڑائی کا یہ کھیل سنگ دل لوگوں ہی کا مشغلہ ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ تو جانوروں کی ان لڑائیوں پر شرطیں لگاتے ہیں جو برائی پر ایک اور برائی ہے۔

دورِ حاضر میں معاشرے کی منصفانہ تشکیل

پروفیسر عبد العظیم جانباز، سیالکوٹ
Azeemjanbaz77@gmail.com

زندگی میں تجارت(Trade)اور معیشت (Economy) کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے، اچھی ومنافع بخش تجارت مضبوط اور مستحکم معیشت کو جنم دے کر ملک وقوم کی ترقی کا باعث بنتی ہے، اسلام دین کامل ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں رہبری ورہنمائی کے لیے جامع اصول وقواعد فراہم کرتا ہے، تجارت ومعیشت پر شارح اسلام ﷺ نے بڑی شرح وبسیط کے ساتھ روشنی ڈالی، تاکہ اس شعبے کو جھوٹ، دھوکہ دہی، ملاوٹ، جھوٹی قسمیں کھانے اور ذخیرہ اندوزی ومنافع خوری جیسی تجارتی خرابیوں سے دور کیا جاسکے۔

پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں کہ: ”جو شخص (تاجر) خریدتا اور بیچتا ہے اسے پانچ خصلتوں یعنی ”سود اور قسم کھانا، مال کا عیب چھپانا، بیچتے وقت تعریف کرنا اور خریدتے وقت عیب نکالنے سے دوری اختیار کرنا چاہیے، ورنہ وہ ہرگز نہ خریدے اور نہ بیچے“۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے جو شخص مسلمانوں کے بازار میں تجارتی کاروبار کرتا ہے اس شخص میں کچھ صفات وخصوصیات کا ہونا بہت ضروری ہے یعنی اس میں خرید وفروخت کی عقل وفہم موجود ہو اور وہ (صاحب تفقہ) خرید وفروخت کے احکام کا علم رکھتا ہو۔

اسلام معیشت کے بارے میں یہ بنیادی تصورات فراہم کرتا ہے کہ کسب وصَرف یعنی مال کا حاصل کرنا اور اُس کا خرچ کرنا افراد اور معاشرے کے لیے نفع بخش ہو، نقصان دہ نہ ہو، اسلام نے ایسی چیزوں کی تجارت سے منع کیا جو لوگوں کے لیے نقصان دہ ہو، جیسے نشہ آور منشیات وغیرہ۔ اسلام تجارت میں احتکار(Speculation) سے منع کرتا ہے، اس طرح خرچ کرنے میں بھی فرد اور معاشرے کو نفع ونقصان کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ فضول خرچی کی ممانعت اس لیے کی گئی کہ اس سے قومیں معاشی پسماندگی میں مبتلا ہوتی ہیں اور تعلیم وصحت اور دیگر معاشرتی مفید کاموں میں خرچ نہیں کر پاتی، جب کہ اسلام نے اس بات کو بڑی اہمیت دی کہ دولت کا ارتکاز (Concentration) چند ہاتھوں تک محدود نہ رہے، بلکہ وہ زیادہ سے زیادہ تقسیم ہوکر گردش(Circulation) میں رہے۔

دین اسلام میں نفع کا بھی ایک جائز فطری تصور موجود ہے اور نفع خوری کی مد میں سود کو حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ ایک غیر فطری چیز ہے، خود پیسوں سے پیسے پیدا نہیں کیے جاسکتے، جب کہ سود خور یہ فرض کرکے نفع یعنی سود وصول کرتا ہے کہ اس کے پیسوں سے لامحالہ پیسوں میں اضافہ ہوگا۔ اس طرح اسلام میں انسانی محنت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، فطری اصول یہ ہے کہ جب تک مال کے ساتھ انسانی محنت کی شمولیت نہ ہو، وہ منافع بخش نہیں ہوتا۔ اس اصول پر اسلام میں استثمار(Investment) کے طریقوں میں مضاربت اور مزارعت شامل ہے۔

مضاربت میں ایک شخص کا سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرے کی محنت اور مزارعت میں ایک شخص کی زمین ہوتی ہے اور دوسرے کی محنت، دونوں صورتوں میں یہ ضروری ہے کہ فریقین کی رضامندی ہو اور یہ کہ محنت کار کے نفع کا تناسب زیادہ رکھا جائے۔

اسلام کے پورے نظام حیات میں اس بات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے کہ کوئی ایسا عمل نہیں ہونا چاہیے جو فطرت سے بغاوت پر مبنی ہو، اس لیے تلقی جلب، بیع حاضر للبادی، تناجش اور احتکار(Speculation) وغیرہ کو منع کیا گیا، کیونکہ ان تمام صورتوں میں قیمتوں میں غیر فطری اُتار چڑھاؤ پیدا کیا جاتا ہے۔

آج کل تشہیر وسائل اور ترغیبی اشتہارات کے ذریعہ مصنوعی طور پر چیزوں کی طلب(Demand) بڑھائی جاتی ہے، یہ بھی اسلام کی نظر میں پسندیدہ عمل نہیں ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تجارت میں جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے سے منع فرمایا ہے اور کسی چیز کے فائدے کو مبالغہ(Exaggeration) کے ساتھ بیان کرنا اور اس کے نقصانات کے پہلو پر پردہ ڈالنا بھی جھوٹ میں داخل ہے، جس کا زبردست مظاہرہ موجودہ دور کے اشتہارات (Edvertisement) میں ہمیں نظر آتا ہے۔

دنیا میں اسلام کے نظام معیشت کے مقابلے میں دو بڑے معاشی نظام(Economical System) وجود میں آئے، ایک اشتراکیت(Socialism) دوسرا سرمایہ دارانہ نظام(Capitalistic System)۔ اشتراکیت نے ستر سالہ تجربہ کے بعد اپنی ہی جائے پیدائش میں دم توڑ دیا اور اگر آج کہیں باقی بھی ہے تو وہاں اس نے اپنے بعض بنیادی تصورات سے ہی سبکدوش قبول کر لی ہے، اشتراکیت کے مقابلے میں اسلام کا تصور یہ ہے کہ بنیادی ضرورتیں سب کو مہیا ہوں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ معاشی معیار بھی سب کا ایک جیسا ہی ہو۔ اس طرح اسلام انفرادی ملکیت کا قائل ہے، لیکن افراد پر اس بات کو واجب قرار دیتا ہے کہ وہ اپنے مال میں سماج کا حق محسوس کریں اور مفلس ونادار طبقے کی مدد کریں، زکوٰۃ اور صدقات وخیرات (Alms) اس کی مختلف اشکال نہیں، ساتھ ہی شریعت اسلامی میں زیادہ تر قدرتی وسائل (Natural Resources) کو حکومت کی ملکیت قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ اس کا نفع زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے، اس طرح سرمایہ دارانہ نظام بھی اس وقت موت وزیست کی کیفیت میں مبتلا ہے، اس نظام نے افراد کو ایسا بے لگام بنا دیا کہ ان کے لیے کوئی اخلاقی سرحد نہیں رہی، سرمایہ دارانہ نظام کی سب سے بڑی خرابی سود (Interest) اور قمار(Gambling) کی اجازت ہے جو نفع (Profit) حاصل کرنے کے غیر فطری طریقے ہیں۔

اس میں مال کو مبالغہ آمیز اہمیت دی جاتی ہے اور مزدوروں کی محنت کو کوئی خاص درجہ مقرر نہیں، یہ نظام ذخیرہ اندوزی(Hoarding) کی اجازت دیتا ہے جو معاشرے کے غریب لوگوں کے ساتھ ظلم ہے، اس میں مصنوعی طور پر صارفیت کو بڑھایا جاتا ہے اور اشتہارات اور بے جا ترغیبات کے ذریعہ معاشرے کا مزاج بنایا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ضروریات پر قانع نہ رکھے، بلکہ خواہشات کا غلام بن جائے اور اپنی صلاحیت سے زیادہ خرچ کرے تاکہ سرمایہ داروں کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچے،

اب چاہے غریب و نادار طبقے کے لوگ قرض اور فضول خرچی کے بوجھ کے نیچے دب کر ہی کیوں نہ مر جائیں، جب کہ اسلام کا معاشی نظام انسانیت کی حقیقی فلاح و بہبود اور معاشی اعتبار سے عدل کے قیام کا مظہر ہے، اسلام نے مثبت طور پر رزق کی جدوجہد کی ترغیب دی اور اسے ہر مسلمان پر فرض کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اپنی روزی کی تلاش سے غافل ہو کر سوتے نہ رہو''۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا کو جائز طریقے سے حاصل کرتا ہے کہ اِس سے بچے اور اہل و عیال کی کفالت کرے اور ہمسایہ کی مدد کرے تو قیامت کے دن جب وہ اٹھے گا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہو گا'' اسلامی معاشیات کا ایک اساسی اصول یہ ہے کہ تمام انسانوں کے لیے معاشی سہولتیں فراہم کی جائیں، قدرت کے ودیعت کردہ وسائل کو ترقی دی جائے، رزق کے مخزنوں کو چند ہاتھوں میں اس طرح مرکوز نہ ہونے دیا جائے کہ دوسروں پر اس کے دروازے بند ہو جائیں، اسلام کے معاشی نظام کے مثبت معاشی مقاصد میں غربت کا انسداد اور تمام انسانوں کی معاشی جدوجہد کے مساوی مواقع فراہم کرنا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام سب کو حصول رزق کے مواقع عطا کرنے اور مثبت طور پر ایسی حکمت عملیاں بنانے کی تاکید کرتا ہے جس سے غربت و افلاس ختم ہو اور انسانوں کو ان کی بنیادی ضروریات لازماً حاصل ہوں اور ان تمام ذرائع کو ممنوع قرار دیا ہے جو ظلم و زیادتی اور دوسروں کی حق تلفی پر مبنی ہوں، اسلام محض افلاس، غربت، معیار زندگی کے گرنے کے خطرات اور قلت وسائل کے غوغاء سے انسان کشی اور نسل کشی کی پالیسی کی اجازت نہیں دیتا۔

قرآن واضح تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ: ''تم اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم ہی اُن کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، ان کا مارنا بڑی خطا ہے''۔ درحقیقت اسلام کا مزاج مغرب کی تمام معاشی تحریکات سے منفرد اور جداگانہ ہے، وہ ہر فرد اور پوری امت کی توجہ کو معاشی وسائل کی ترقی اور پیداواری امکانات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے میں مرکوز کرتا ہے، معاشرت میں انصاف اور آزادی کے قیام کے ساتھ ساتھ غربت و افلاس کا انسداد کر کے بہتر معاشی زندگی (Economical Life) کا قیام ممکن بناتا ہے، قرآنِ پاک اور احادیث مبارکہ میں رزق حلال کی جتنی اہمیت بیان کی گئی ہے، وہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام کے معاشی نظام میں صرف جائز اور حلال رزق کے فروغ کی مساعی ہو گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی نے بھی اپنے ہاتھ کے کمائے ہوئے عمل سے زیادہ بہتر طعام نہیں کھایا، اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے''۔ اسلام نے معاشی جدوجہد کو حلال و حرام کا پابند کیا ہے، یہ ایک ایسا اصول ہے جس سے دورِ جدید کی معاشیات قطعاً نا آشنا ہے، اسلامی معیشت میں صَرف کی تکثیر کی جگہ اس کے لیے ان سب سطح کا حصول پیش نظر رہتا ہے اور ایک حقیقی فلاحی معیشت ظہور میں آتی ہے، اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک حرمت ربا ہے، جو معاشی ظلم کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اسلام میں سود کو اس کی ہر شکل میں حرام قرار دیا ہے اور اس کے لینے والے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے۔ درحقیقت اسلام نے تجارتی اخلاقیات کا ایک ضابطہ پیش کیا ہے، اسلام تجارتی لین دین میں دیانت داری اور خدا ترسی کے جذبات کو فروغ دیتا ہے اور ان تمام ذرائع کو ممنوع قرار دیتا ہے جو ظلم و زیادتی اور دوسروں کی حق تلفی پر مبنی ہوں، اسلام تجارت کے سلسلے میں باہمی آزاد رضا مندی کی تلقین کرتا ہے، تجارت کی بنیاد تعاون باہمی پر ہے، اس کے ساتھ ساتھ دیانت، جائز اور مباح کی تجارت، ذخیرہ اندوزی کی ممانعت، اسراف کی بندش بھی عائد کرتے ہوئے کہتا ہے: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ''کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو''۔ اسلام دولت کے ارتکاز کو پسند نہیں کرتا اور اس بات کا انصرام کرتا ہے کہ مختلف معاشرتی، ادارتی، قانونی اور اخلاقی تدبیر سے دولت کی تقسیم زیادہ سے زیادہ منصفانہ ہو اور پورے معاشرہ میں گردش کرے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق اپنا مال ان لوگوں میں تقسیم کرو جن کا حق مقرر کیا گیا ہے۔

درحقیقت اسلام جہاں معاشی ترقی کا خواہاں ہے، وہاں دینی، روحانی اور اخلاقی ہدایات کا معلم بھی ہے، اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کر کے فلاحی نظام معیشت کا قیام ممکن نہیں ہے، اس لیے اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ انسان حصول مال کی خاطر شتر بے مہار بن جائے اور حلال و حرام کا امتیاز ہی ختم کر ڈالے، آج اسلامی تعلیمات سے نا آشنا بعض حلقے یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ معیشت و تجارت کے بارے میں اسلامی احکام پر عمل کرنے سے ہمارا سارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا اور ہم معاشی اعتبار سے بہت پیچھے رہ جائیں گے، مگر وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ حقیقی اور دیرپا ترقی کے لیے تجارتی سرگرمیوں کو مناسب اصول وضوابط کے دائرہ میں رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

اقتصادی ماہرین کے نزدیک ہمارے موجودہ معاشی واقتصادی بحران (Economical Crisis) کا بنیادی سبب معاشی سرگرمیوں کا اخلاقی قیود اور پابندیوں سے مستثنیٰ ہونا ہے، اگر یہ ناقدین (Critics) اسلام کے تجارتی احکام کا حقیقت پسندی سے جائزہ لیں تو خود گواہی دیں گے کہ اسلامی طریقہ تجارت میں شتر بے مہار آزادی، ہوس، مفاد پرستی اور خود غرضی کو کنٹرول کرنے کا شاندار نظام اور طریقہ کار موجود ہے جو معاشرے کے اجتماعی مفادات (Collective interests) کا تحفظ کرتا ہے اور معاشی بے اعتدالیوں اور ناہمواریوں کو روکتا ہے، آج بھی ہم اپنی تجارت و معیشت کو اسلام کے ان جامع اصولوں کی روشنی میں صحت مند بنیادوں پر استوار کر کے ایک مضبوط و مستحکم معیشت کی بنیاد رکھ سکتے ہیں، یاد رکھیں! جب تک کسی معاشرہ کے معاشی اور مالی معاملات مناسب اصول وضوابط کے پابند نہ ہوں، اس وقت تک اس معاشرہ کی منصفانہ تشکیل ممکن نہیں ہو سکتی۔

❁❁❁

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی خانیوال کے سابقہ امیر تنظیم جناب رانا محمد انور خان وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی گوجرخان کے نقیب طارق محمود کے بھائی وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی گوجرخان کے ملتزم رفیق محمود حسین کے بھائی وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيْرًا

Israeli military boldness intensifies as neighboring Arab countries weakened

The bold and aggressive military approach of the Israeli Defence Forces (IDF) towards its neighboring Arab states has reached an unprecedented high in the wake of the inaction of the international community against the Zionist state's war-crimes as well as the vivid weakness among the Arab states due to civil wars and illegal international occupations.

In the most recent example, the Israeli defense minister threatened to destroy Syrian air defenses after they shot at Israeli warplanes, which violated Syrian airspace and bombed targets on Syrian soil.

> "Next time, if the Syrian aerial defense apparatus acts against our planes, we will destroy it," Avigdor Lieberman told Israeli Public Radio on Sunday. "We won't hesitate. Israel's security is above everything else; there will be no compromise."

He was referring to the Friday morning raid of the Israeli Air Force, the latest of several reported over the past few years, in which Israel 'claimed' it targeted weapons bound for the Lebanese militant movement Hezbollah. Israel says it has to protect itself from advanced weapons which the militants try to obtain from the Syrian government.

Syria shot surface-to-air S-200 missiles at the Israeli planes as they were flying back from the night mission. Damascus claims it shot down one of the planes, while Israel denies it.

The Israeli media said one of the Syrian missiles was intercepted by Israel's Arrow air defense system. It was the first time Israel officials have confirmed combat use of the advanced anti-missiles, which are originally meant to intercept heavy long-range ballistic missiles.

The Israeli military was 'investigating whether the decision to fire Arrow interceptors against the Syrian anti-aircraft missiles was justified', according to Haaretz.

The former prime minister and defense minister, Ehud Barak, said Saturday that the involvement of the system forced Israel to acknowledge cross-border military activity.

> "It could be that with more thorough thought, it wasn't worth firing," Barak said at a community lecture in Be'er Sheva.
>
> "We have usually tended to reserve what would be called 'room for denial' for Syrian President [Bashar] Assad," he added.

While Israeli acknowledgment of an intervention in Syria is rare, it is not unprecedented. Last April (2016), Prime Minister Benjamin Netanyahu confirmed for the first time that an attack on dozens of Hezbollah targets in Syria was indeed conducted by Israeli warplanes, as speculated by the media.

The question is that under what international law does the Israeli military have the authority to violate the airspace of a sovereign nation, attack what it deems to be 'targets that would compromise its security' under the rhetoric of national security and

community, particularly the UN led by the West, and the mainstream media of the world not call it an act of terrorism and, at the least, table a resolution to condemn it?

The answers, clearly, are simple. The UN is a device to enforce modern western imperialism, which in turn is a tool of Israel. The best example of this, apart from the 51 occasions on which the U.S. has vetoed any resolution brought against Israeli atrocities in the Occupied Territories, was the 2007 appointment of Tony Blair as 'the Quartet's' Middle East Peace Envoy. The Quartet is a self-appointed body pretending to help end war in the Middle East, consisting of the UN, the EU and the world's least qualified countries for this job, the US and Russia. That the UN has carried out these appointments utterly discredits it not only as an organization of peace but simply as an organization of competence and seriousness.

Tony Blair's appointment and resignation tell us much. He resigned in mid-2015 as the 'peace envoy' after his utter disinterest in even pretending to perform the role, which provoked Middle Eastern leaders to complain about him. They accused him of rarely visiting the region, and of doing nothing other than chumming up to the Israelis, the obvious oppressor in the exact conflict he was supposed to help resolve. Not just that, but he was using it to line his own pockets with millions of dollars of "consultant fees". Why did the UN help appoint this war criminal? Because it has no real independence from the imperial powers, whom Blair represents. The fact is that the UN is an organization of these powers, which in turn act as tools of protecting Israel in its campaign of ethnically cleansing Palestine and neighboring states of Arabs.

Source adapted from: *www.rt.com*

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

شمارہ اپریل 2017ء
رجب المرجب ۱۴۳۸ھ

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مشمولات

☆ ملحد بلاگرز کی قلمی دہشت گردی — ادارہ
☆ اصلاحِ معاشرہ کا انقلابی تصور — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ قاریٔ قرآن کے امکانی سوالات اوران کے جوابات — پروفیسر عبداللہ شاہین
☆ قرآن کریم اور ثقافتِ اسلامی — ڈاکٹر امداد حسین
☆ تقسیم وراثت کی اہمیت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ ظلم کی وسعت اور خواتین کے مظالم — بیگم ڈاکٹر عبدالخالق
☆ فقیہہ کون؟ — مفتی اویس پاشا قرنی
☆ حاجی عبدالواحد صاحبؒ کی یادداشتیں (۱۲) — پروفیسر حافظ قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی!

مدیر ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور

ایوب بیگ مرزا

کے مدبرانہ، حکیمانہ، ناصحانہ، اداریوں کا حسین مرقع

بعنوان: **''حق گوئی''** شائع ہو گیا ہے

جس کے مطالعے سے عالمی اور ملکی حالات پر بصارت ہی نہیں، بصیرت بھی حاصل ہوتی ہے اور عمل کے لیے ایک جذبۂ محرکہ بھی پیدا ہوتا ہے

23x36 سائز کے 404 صفحات ✿ عمدہ پرنٹنگ ✿ دیدہ زیب نفیس ٹائٹل ✿ مضبوط جلد

قیمت صرف: **300** روپے

شائع کردہ: **مکتبہ خدام القرآن لاہور**
36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501

VOL : 26 **Regd. C.P.L NO. 114** No.13

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

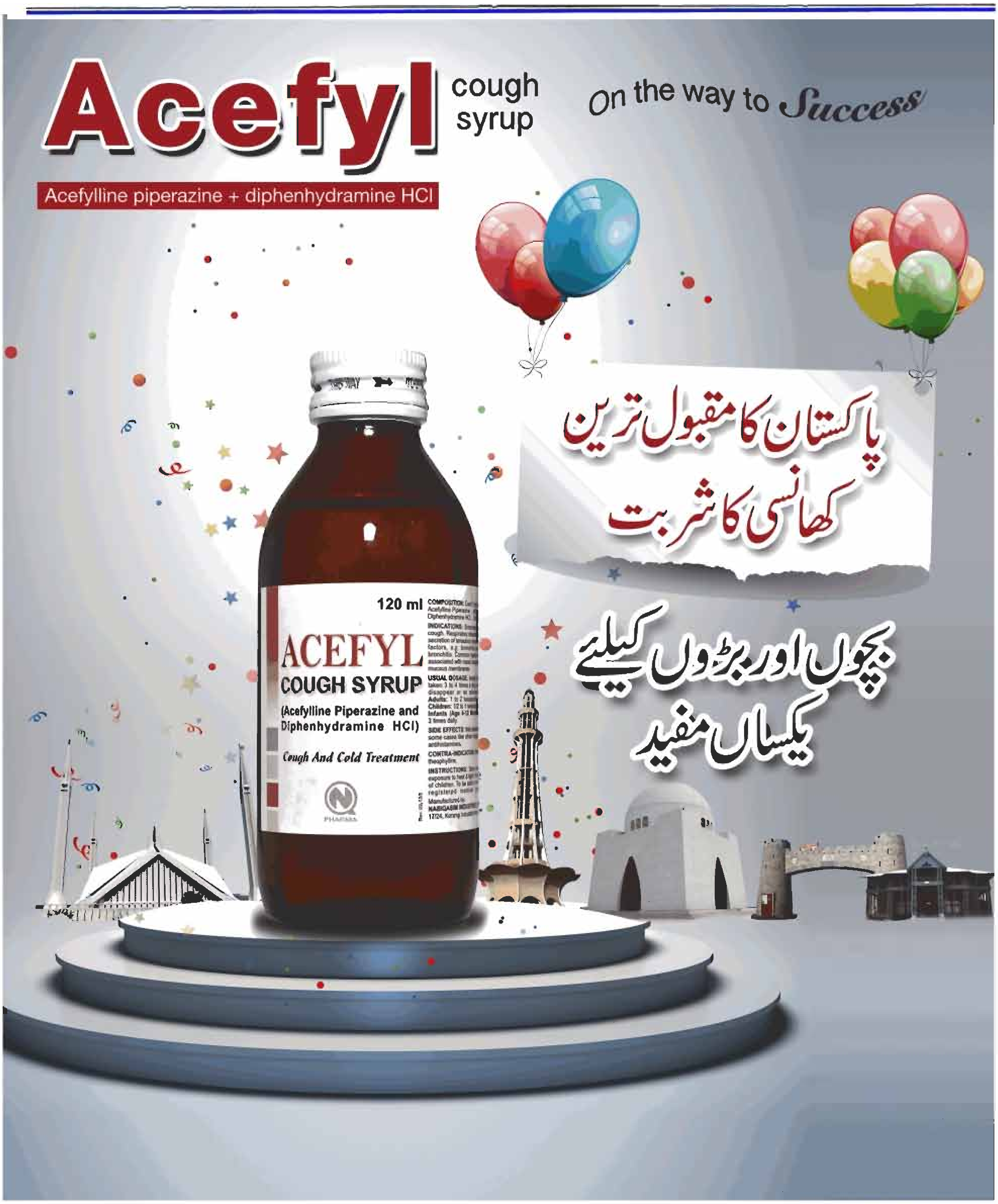

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion